دیوان ریختی

عرف

رنگیلی بیگم

مصنفہ بابو محمد محسن خان صاحب بریلوی

[illegible] ڈاکٹر [illegible]

[illegible] مراد پریس راجہ بازار لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا

سنہ ۱۹۲۳ء

قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انٹروڈکشن از مصنف

وجہ تصنیف

خاکسار محسن خانپوری - ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر شائقین فن و قدردانان سخن کی خدمت مین عرض پرداز ہے کہ موجودہ مذاق شاعرانہ کے کہنہ ہو جانے کے باعث اکثر احباب اس سے سیر ہو کر ریختی کا اشتیاق ظاہر فرماتے تھے۔ دیوان جانصاحب کی تلاش مین حیران و سرگردان نظر آتے تھے۔ معمولی کلام کے تو ہزارہا دیوان ہر کہین موجود ہین۔ مگر آج تمام ہندوستان کے کتب خانون اور کتب فروشون کی دُکان پر ایک بھی ایسی کتاب نظر نہین آئی۔ جس کا نام دیوان ریختی ہو۔ جسکی دید سے حسینان دہلی اور لکھنؤ کی پیاری پیاری لبھانے والی بول چال شوخی۔ مذاق۔ رمز۔ کنایہ۔ اور شرارت بھری چتون کی ہو بہو تصویر ہماری آنکھون کے سامنے کھنچ جائے۔ اُنکے رنج اور خوشی ظاہر کرنے والے خیالات کی انوکھی اور بانکی ادا اُن کا جلوا نظر آئے۔ جس مین شوخی اور دلربائی لوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ان پری پیکرون کے جلسون کی تصویر صرف وہی خوش نصیب اُتار سکتا ہے جو شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہونیکے

علاوہ لطف صحبت کے بھی باریاب ہونے کا خاص تجربہ رکھتا ہو۔ جانصاحب مرحوم اس کام کے لیے نہایت موزون واقع ہوے تھے۔ اُنکا دیوان ہمارے شوق کی اُمنگون کو ضرور پورا کردیتا۔ اگر بدنصیبی سے اُسمین فحش اور بدتہذیبی کی بھرمار نہ ہوتی۔ اور اس عیب شدید کے باعث وہ حاکم وقت کی نظرون سے نہ گرجاتا۔ جانصاحب نے ایسا اچھا زمانہ پایا تھا کہ جب فحش گالیونکی بوچھار ہی ترقی تنخواہ کا موجب سمجھی جاتی تھی یا بداخلاقی۔ اور بدتہذیبی ہی کلام کے مقبول عام ہونے کا باعث سمجھی جاتی تھی زمانہ کی رفتار اور روساے وقت کے مذاق سے مجبور ہوکر وہ بھی اس گناہ عظیم کی طرف جھک پڑے اور ایسا بنا کہ ہرطرف واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائین گونجنے لگین اور تعریفون کے ڈنکے بج گئے ؎

تھے وہ آزاد محلات مین جانے کے لیے
بیٹھکر ڈولی مین جاتے تھے سُنانے کے لیے

ادھر جب تہذیب اور شائستگی کے جدید دور نے فحش اور ننگی باتون کو حرف غلط کی طرح مٹادیا تو شاگردان جانصاحب بہت گھبرائے۔ وہ ان شدید پابندیون کی مطلق عادی نہ تھے۔ اس انقلاب اور بے قدری کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی نازنین یا چنچل[1] کی ہمت نہ پڑی کہ وہ اس سرور انگیز اور بہت خیر مضمونکو کسی جدید پیرایہ مین ادا کرکے اُستاد کے نام کو روشن کرتا۔ جانصاحب کے مطبوعہ دیوان کے تباہ ہوجانے کے بعد ایک بھی ایسا دیوان شایع نہ ہوسکا۔ جسکا نام دیوان ریختی ہو۔ افسوس صد افسوس ؏ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔ ہوتے یہ بارگران احباب کی

[1] نازنین اور چنچل جانصاحب کے شاگردون کے نام ہین ۱۲۔

بزم سخن کو کرانے یا اُنکے ہنسنے ہنسانے کے لیے اپنی دوش پر نہین لیا بلکہ صرف اس غرض سے کہ جانصاحب کے غیر مہذب کلام کے زہریلے اثر کو اُنکے دلون سے دھوڈالین جو درحقیقت ناپاک عادتین پیدا کرنے والا۔ اخلاق اور تہذیب سے کوسون دور ہے۔ اور ایک ایسی جدید طرز کی طرف توجہ دلائین۔ جو حرف گیری سے بالاتر اور حقیقی واقعات کا اصلی منظر ہو۔ اور جس سے ہم خرما و ہم ثواب دونون باتین حاصل ہون ؎

نہین یہ رمز جور کی باتین
غور کیجیے ہین دور کی باتین

خدا کا شکر ہے کہ جس نیک پالیسی اور سچی خواہش سے ہمنے اپنا کلام یا کام شروع کیا تھا اُسکو اخیر تک اسی صورت مین نباہ بھی دیا جسکا انصاف اہل بصیرت کی کامل توجہ پر منحصر ہے۔ یون سمجھنے کو کوئی کچھ سمجھا کرے مگر ہمارا مطلب اس تصنیف سے اپنے نیک اور سچے ارادون کے ساتھ انصاف اور اخلاق کی عادت پیدا کرنا ہے جس سے آجکل کے نوجوان اکثر محروم ہین۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حسین اور مہ جبین بیویون کے مقابلہ مین طوائفون کو ترجیح دے بیٹھتے ہین۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصے مین خاندانی شرافت اور نجابت کے معدوم ہوجانے کے علاوہ لاکھون کی جائداد پر پانی پھر جاتا ہے۔ ادھر ان نیک بیویون کے دلون مین جو ان ناشایستہ حرکات سے رنج اور صدمات پیدا ہوتے ہین انکی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ انگریزی مستورات کی طرح اُنمین اتنی دلیری کہان کہ میان جی کو عدالت کے کمرونکی ٹھنڈی ہوا کھلاکر مشتہر آفاق بنائین۔ دل ہی دل مین پیچ و تاب کھا کر

رہ جاتی ہین شب بیداری۔ گریہ وزاری و اختر شماری سے دل بہلاتی ہین دیکھتے دیکھتے کلیجہ پک جاتا ہے۔ دل مین زخم کاری اور طبع آری ہو جاتی ہے۔ کرین تو کیا جائین تو کہان۔ کہین تو کس سے۔ بحالت مجبوری ہجولیون۔ ماماؤن۔ مغلانیون اور لونڈیون کے ساتھ جن تک اُنکی رسائی محدود ہوتی ہے ان تذکرون کی کلھڑیان پکنے لگتی ہین۔ چہل۔ مذاق۔ ل لگی۔ حسرت۔ ارمان۔ مصیبت سب کی اپنے اپنے موقعہ پر نغمہ سرائی ہوتی ہے۔ ان دلسوز و عبرت آموز کیفیتونکا حاصل یہ ہوتا ہے کہ کسی ترکیب سے دولہ میان کو ان امور ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوشش کیجائے جو پاکباز دلہنونکی رنج اور مصیبت کا باعث ہوتے ہین۔ انھین اشتعالی حالتون مین جو کچھ سخت و سست۔ اچھا یا بُرا ان حسینونکی زبان سے نکلتا ہے وہی ہماری ریختیون کا مضمون ہے خواہ انکو کسی رنگ اور کسی پیرائے مین ادا کیا جاوے۔

بی عنقا بیگم[1] بآئین شائستہ ان بلبلان چمن حسن نوجونکی تصویر آپکے سامنے اس لیے پیش کرتی ہے کہ آپ اُنکے اخلاقی نتائج پر غور فرما کر انصاف اور نیکی کی خریدار کرین اور اُن امور ناشائستہ سے باز آئین جو خانہ بربادی کا باعث ہوتے ہین۔ کوئی چمن کانٹون سے خالی نہین ہوتا۔ لہذا آپ اس گلستان راحت و چمنستان بہجت کے تر و تازہ پھول چُن چُن کر کام مین لاوین اور کانٹون سے پرہیز کرین جو آبلہ پائی کا باعث ہوتے ہین ـــــ ۵

---

[1] عنقا بیگم ایک لکھنؤ کی رئیسہ کا نام بھی ہے جن سے مصنف کو کسی زمانے مین شرف تلمذ حاصل تھا اور یہی مصنف کا دوسرا تخلص بھی ہے جو اکثر ریختیون مین استعمال کیا گیا ہے۔
بیگم صاحبہ کے مزید دلچسپ حالات اور اُنکے مشاعرہ ہاے ریختی کی کیفیت ہم ایک علاحدہ کتاب مین پیش کرین گے۔ ۱۲ محسن

مانو نہ مانو اسکا تمھین اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہین

دیوان جانصاحب سے مقابلہ

جو کچھ ہم پیش کرتے ہین وہ ایسی معمولی اور سیدھی سادی باتین ہین جو قریباً ہر روز اور ہر کہین ہمارے سامنے واقع ہوتی رہتی ہین اور ہمارے کان انکی کیفیتون سے بخوبی آشنا ہین یہی دیوان ہذا کی اصلی پالیسی ہے جسکا ثبوت کلام خود پیش کر رہا ہے - چونکہ ہمنے اپنے دیوان مین نوایجاد پھول پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے جو موجودہ زمانہ کی ترقی نے شاید ہماری ہی قسمت مین لکھ رکھے تھے لہذا ہمارے اور جانصاحب کے کلام مین اسقدر اختلاف ہے جو ہوا اور پانی - خاک اور آتش یا دن اور رات مین - جو بات اسمین ہے اُسمین کوسون پتہ نہین - اور جو اُسمین ہے اسمین مطلق ندارد - مثال کے طور پر ہم دو باتین پیش کرتے ہین جو جزو اعظم ہین - جن صاحبان نے دیوان جانصاحب یا اُسکی ایک آدہ غزل بھی دیکھی یا سُنی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی تائید کرینگے کہ اُنکے کلام مین فحش یا ننگی گالیان لبالب بھری ہین - اس کے برعکس ہمارے کلام کا چمن ان کانٹون سے بالکل پاک ہے اور کا ملان فن بھی تسلیم کر چکے ہین کہ یہ محض بہو بیٹیون یا طوائفون کی معمولی باتین ہین جو روزمرّہ اُنکی زبان پر واقع ہوتی رہتی ہین - ہمارے کہنے کی کوئی سند نہین کلام اور انصاف وہ تو آپ کے سامنے موجود ہین -

دوسری بات جو بالکل برعکس پیچیدہ اور چونکا دینے والی ہے یہ ہے کہ جانصاحب کے دیوان مین اضافت کا نام نہین - اسکے برخلاف ہمارے دیوان مین اسکی وہ بھرمار ہے

کہ جسکا شمار نہین تو وجہ کیا ہو سُنیئے۔ آجکل کی ترقی تعلیم اور شائستگی نے مستورات کی زبان کو ایسا شگفتہ اور آراستہ بنادیا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اضافتین استعمال کرنے لگی ہین۔ آخر صحبت کسکی ہے ہماری آپکی نہ تو پھر جب ہم اور آپ اضافتین استعمال کرتے ہین تو پھر ہماری مستورات بھی اگر اسی طور تقریر سے اپنی زبان کو آراستہ کرنے کی کوشش کرین تو کیا عجیب کی بات ہے۔ مصنف کا فرض ہے کہ وہ اپنے ناظرین کے سامنے اپنے پارٹ کا اصلی فوٹو اُتار کر پیش کرے کسی قسم کی فروگذاشت صرف عیب ہی نہین بلکہ زمانہ کے حسن رفتار کے ساتھ سخت بے انصافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے بھی اپنے چمن دیوان کو گلہاے بہار اضافت سے آزادانہ آراستہ کیا ہے جن پر اس باغ کی بلبلین شیدا نظر آتی ہین۔ یہ پھول اپنے اپنے موقعہ پر ایسی بہار جانفزا دکھا رہے ہین کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ لطف یہ کہ جانصاحب کے کلام کی کھلی ہوئی تردید بھی ہے۔ ایک اور فرق دیوان جانصاحب اور موجودہ دیوان مین یہ بھی ہے کہ جانصاحب مرحوم اپنے سامعین کو خوش کرنے کے لیے ایک من گھڑت فحش مضمون دل سے ایجاد کر لیا کرتے تھے جسکو واقعات سے کچھ سروکار نہ ہوتا تھا۔ اور مطلب صرف یہ ہوتا تھا کہ ناظرین پڑھکر خوب ہنسین۔ اسکے برخلاف راقم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب واقعات کی تصویر اور مشاہدات ذاتی کا فوٹو ہے یا لکھنؤ کے اُن رنگین جلسون کی کیفیت ہے جنمین سالہا سال تک متواتر مصنف کو شامل ہونے کا اتفاق ہوتا رہا ع

آنچہ تقدیر ازل گفت ہمان میگویم

نتیجہ تقریر بالا

اس طویل بحث سے یہ ہرگز مقصود نہین کہ ہمارا کلام نقص سے پاک ہے ایسا کہنے سے

کفر عائد ہوتا ہے۔ کوئی فرد بشر دنیا میں عیب سے خالی نہیں ہے۔ بے عیب تو صرف ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور بس۔ ہان اسقدر ضرور گذارش کرینگے کہ ہمنے اس دلفریب کلام کی شاخ مین ایک ایسا جدید سہل اور صاف راستہ کھول دیا ہے جو دل کشا خوش نما ہر دل عزیز اور مرغوب عام ہے۔ اب رہی یہ بات کہ یہ اور زیادہ دلکش اور دلفریب ہو جائے۔ یہ اسپر چلنے والونکے اختیار مین ہے۔ وہ جسقدر چاہین اُسے غیرت بہار گلزار و رشک لالہ زار بنا سکتے ہین۔ یہ بات اطمینان سے سُنی جائیگی کہ ہمارے کلام کی تاثیر اور اشتیاق سے لکھنؤ دہلی بریلی۔ علیگڈھ۔ رامپور اور گوالیار مین کئی ایک جدید ریختی گو پیدا ہو گئے ہین۔ اگر انھون نے واقعی کوشش اور توجہ سے کام لیا تو کچھ تعجب نہین کہ وہ اس ادھورے کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچا دین۔ ع بر رسولان بلاغ باشد و بس۔ اگر اصحاب باریک بین بغرض اصلاح یا ترمیم کچھ لکھنا چاہین تو وہ شوق سے خامہ فرسائی فرماسکتے ہین۔ مصنف شکریہ کے ساتھ اُنکی اصلاح یا ترمیم کو بشرطیکہ وہ باوقعت ہو دوسرے ایڈیشن مین درج کر دیگا۔ ع کہیے سب کچھ مگر ادب کے ساتھ

ناشائستہ الفاظ

کسبی۔ رنڈی چھنال۔ مالزادی۔ بھڑوا۔ دھگڑا۔ ننگا۔ اُٹھائی گیرا۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ ناشائستہ الفاظ ہین مگر اشتعال طبع کیوقت بڑی سے بڑی مہذب اور شائستہ بیگمات اور شہزادیونکی زبان سے بھی نکل جاتے ہین جنسے اصحاب سخن سنج اور حضرات معاملہ فہم بخوبی آشنا ہین۔ ہم اُنکے نقل کرنے سے اسقدر خطاوار نہین ٹھہر سکتے جسقدر اُنکے بولنے والے گنہگار ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ صرف اپنے پارٹ کی تکمیل کے لحاظ سے ہمین کہین کہین انھین استعمال کرنا پڑا ہے۔ جسکا باعث محض نقل روایت ہے۔ ہم اُن بزرگون سے معافی

مانگے ہین جو اُنکے مخالف ہون۔ اور جنھین ایسے الفاظ سُننے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو۔ اکثر موقعہ پر ارباب نشاط کی زبان بھی درج کی گئی ہے۔ جسکو ناظرین سخن شناس اُنکے الفاظ سے خود معلوم کرلین گے۔ اور جنکے مضامین کا جوبن خود بخود اُنکے حسن کلام کی بہار یا بجاے خود اُن حسینان سراپا ناز کا ایک زندہ فوٹو ہے۔

حاشیہ اور نوٹ

چونکہ اس دیوان مین طرحی ریختیان زیادہ تر ہین جنکو لکھنؤ۔ بریلی۔ گوالیار اور علیگڑھ کے مشاعرون مین کہنے کا اتفاق ہوا لہذا ایسی غزلین مع نوٹ اور حاشیہ درج کی گئی ہین جنسے اُنکی تصنیف کی کیفیت اور چند دیگر مفید مطلب باتین بھی معلوم ہو سکتی ہین۔ حاصل کلام یہ کہ حاشیہ جو ایزاد کیا گیا ہے وہ خالی از لطف نہین بلکہ انشاء اللہ تعالی نہایت پر لطف ثابت ہوگا

ریختیون کی تقسیم

ہمارے دیوان مین مختلف اقسام کی ریختیان ہین جن کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

(۱) اخبارون کی طرح پر ریختیان۔
(۲) مشاعرون کی طرح پر ریختیان۔
(۳) ریختیان برطرح شعراے قدیم۔
(۴) احباب کی فرمائشی ریختیان۔
(۵) ریختی قصائد اردو۔
(۶) ایضاً انگریزی اردو۔
(۷) پولٹیکل کلام انگریزی۔ اردو جنمین قصائد لارڈ کچنر مرحوم و شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم بھی شامل ہین
(۸) ریختی کافیان۔ زبان لکھنؤ۔ دہن پنجابی۔ یہ خالص مصنف کی ایجاد ہین اگر اصحاب تاریخ دان پتہ لگا دین کہ اس سے قبل بھی کہین ایسی تصنیف ہو چکی ہے تو مصنف اُنکا کمال مشکور رہیگا۔ حسن غزل پر نوٹ یا حاشیہ نہو وہ مصنف کی طبعزاد سمجھنا چاہیے۔ خاکسار محسن جانپوری

نوٹ نمبر ۵۔ اسلیے درج نہین کیے گئے کہ دیوان ہذا سے انکا کچھ تعلق نہین۔ ۱۲۔ محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ہوتا بسم اللہ سے آغاز ہے دیوان کا[1] | راز سربستہ ہے وہ باجی در قرآن کا
ابن مریم تھا ثنا خوان باعث قرآن کا | کیوں نہو قرآن پر قربان دل انسان کا
پہلے نفرت تھی ہوا پھر اس سے الفت ہوگئی | ہو گیا یوسف بھی شیدائی زلیخا جان کا
رہنما ہے راہ حق گویا فقط قرآن ہے | ہادی کامل ہے وہ اسلام کے ایمان کا
اسلیے عیسائی و موسائی ہیں شیدا حسن | ذکر ہے انجیل میں توریت میں قرآن کا
نظر یکتائی سے دیکھو تم اگر کبھی اسے | خالق اکبر ہے مطلب رام اور بھگوان کا
بار عصیاں جمع ہیں فرض شفاعت کیلیے | ڈر نہیں بندی کو مطلق حشر کے میدان کا
دل میں پیدا کرکے الفت کیا نہیں کرتا ہوا | دشمن ہستی ہے ظالم ہو برا شیطان کا
کرنا ہو جو کچھ کہ گوئیاں کر لو وہ پھر لو آج تم | کل نہ آجائے فرشتہ موت کے چالان کا
باعث عزت ہوا اپنے فقط اعمال ہیں | ایک سا درجہ ہے واں شیخ و مغل افغان کا
دم عدم کا بھرتی ہیں سانسیں گھٹتی ہیں دم بدم | کیا بھروسا ہے ہوا دم میں دم انسان کا
جانتے طاعون ملعون کو وہ ہیں قہر خدا | حادثہ ہے یاد جنکو نوحؑ کے طوفان کا
چھوڑ دے تن کا قفس جب طائر روح حقیر | تو ہی پھر حافظ ہے یارب اس تن بیجان کا
صدقہ اس شیر خدا کا جو کہ ہے مشکل کشا | کیجیے عقدہ کشائی وقت ہے احسان کا

[1] حافظ صاحب کی طرح یہ لکھی گئی تھی ع جیسے بسم اللہ ہو بجا تک بود قرآن کا ۔۱۲

گلشن نعت نبیؐ میں بلبل دیوانہ وار

ہے ترانہ سنج محسن آشنائے گل یزدان کا

طرح[1] وہ بھڑوا انگا ہے مسخرا ہے بنائیں ہم نوج یار اپنا

سراپا عصمت ہیں اور حیا ہیں ہے شرم باجی شعار اپنا
وہ بھڑوا انگا ہے مسخرا ہے بنائیں ہم نوج یار اپنا

وہ بیخودی ہے کسی کی دُھن میں کہ مست رہتی ہوں بے پیے میں
نہ دل ہے جویائے بزم ساقی نہ مے کا طالب خمار اپنا

وہ مست متوالی بھولی صورت - وہ شوخی اور بانکپن کی عادت
ہو رشک باجی در حقیقت - ہے ایک لاکھوں میں یار اپنا

ہے یاد بندی کو بھی وہ لٹکا - پھرے گا بھڑوا وہ ٹھکا ٹھکا
نہیں نگوڑے کا کچھ بھی کھٹکا - ہو کوئی دشمن ہزار اپنا

لگا کے پھرے ہو وار گوئیاں - وہ تیغ ابرو کی مار گوئیاں
گرے نگوڑا سوار گوئیاں - نہ چھوڑوں واری شکار اپنا

صراحی مے کو توڑتی ہوں - سر انکا ساغر سے پھوڑتی ہوں
رُلا رُلا کر میں چھوڑتی ہوں - بڑھا بڑھا کر کے ہار اپنا

بگاڑونگی میں بھی حال گھر کا - نہ ڈالیں چھپر وبال گھر کا
کھلا کے رنڈی کو مال گھر کا - نکالیں مجھپر بخار اپنا

[1] ایک بیگم صاحبہ نے یہ مصرع تصنیف فرمایا تھا: وہ بھڑوا انگا ہے مسخرا ہے بنائیں ہم نوج یار اپنا ۔
اسپر میں ریختی لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی جو پوری کر دی گئی ۔ ۱۲ محسن

پھٹی رضائی جلا دوشالہ - رہی نہ چھپنے کو ایک مالا
مزا وہ غم مین ملا ہے خالہ - ہے بیقراری قرار اپنا

کہین کسی کو بلا رہے ہین - کہین کسی کو پکار رہے ہین
اُدھر وہ سینے اُتار رہے ہین اِدھر ہے سینہ فگار اپنا

ہے ساس کا ہمکو سوت ہے وہ - ہماری ہر طرح سوت ہے وہ
نہین موئی ہوئی قوت ہے وہ - بگاڑا دشمن نے یار اپنا

ہے آنے ڈولی کھٹولا ہوا بی - امام باڑہ بھی کربلا بھی
نگوڑے لڑتے ہین کیون بوا جی - حساب کر لین کہار اپنا

یقین کیا ہو قسم ہے باجی - یہ لین جو غم ہمکو غم ہے باجی
نکالین کھل کھل کے ہم ہے باجی - کدورت اپنی غبار اپنا

نہ جاؤ کسی کے در پہ محسن - بلا ورنڈی کو گھر پہ محسن
دھرو یہ اوروں کے سر پہ محسن - اُتار دو سر سے بار اپنا

طرح - بزم مین آیا قدم جسدم ستم ایجاد کا

کھیل[۱] سمجھا ہے سفر بھروا عدم آباد کا
حوصلہ دیکھو تو گویان اس دل ناشاد کا

کسی کے گھر سے لگا کر بھیجتے ہو یان تم
واہ کیا کہنا ہے مرزا - آپکی اس یاد کا

آگے وہ تیرِ نظر کی زد مین بچ جائے موا
منھ تو دھولے حوصلہ اُسکے دل جلاد کا

تند کی چالون پہ چلکر آگئی ہین چال مین
تھا سبب بیگم بوا یہ رنج کی بنیاد کا

[۱] لشکر گوالیار کے مشاعرہ کی یادگار ہے جو میان حیرت صاحب کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا - حاضرین مشاعرہ نے
ہر ایک شعر مکرر سہ کرر پڑھنے کی فرمائش کی - اور خوب داد دی - ۱۲ محسن

چاندنی شب مین لبِ جو دولہ کی مے نوشیان
رشک ہین شیراز کے تالاب رُکنا باد کا

بات تو شیرین کی رکھ لی تھی ہزار و ٹمین ہوا
گو بلا سے پھٹ گیا سر بھی میان فرہاد کا

بیٹھنے پائے نہ تھے چوتڑ اُٹھائے چلدیے
خاک نکلے حوصلہ - شوقِ دلِ ناشاد کا

پاربتی کے ہین یہ کانٹے جو اپو سے ہوے
خط نہین آتا نگوڑے کا سنا پرشاد کا

ریختی گوئی مین جو محسن[1] نگوڑا فرد ہے
سچ ہے یہ جو بن عنقا بیگم سی ہو استاد کا

بر طرح مشاعرہ بریلی ع کاش ہو جائے گذر بر سرِ مدفن اُنکا

بیٹھنا[2] تھا کہ ہوا ہو گیا توسن اُنکا
بھولنے کی نہین بندی کبھی آسن اُنکا

جوے کی لت بھی لگادی میری نواب کو اُنّی
زندہ در گور ہو - باجی - موا دشمن اُنکا

ہین یہ بچھڑی ہوئی ٹکیائی کی خاطر نالے
صاف بتلاتا ہے مجکو ہوا شیون اُنکا

وہ برستے ہوے پانی مین مغل جان کے ساتھ
کھیلنا باغ مین جا جا ہوا ساون اُنکا

پچھلے ساون مین تھے سوت کی گھر مین دولہ
دیکھیے ابکی کہان ہو ہوا ساون اُنکا

حشر مین پیش خدا انکی ہوگی پیشی
مین بھی نواب بھی اور تیسرا دامن اُنکا

پانچ انعام کے ماما ابھی گھن سے گن لو
آج کروا دو کسی ڈھب سے جو درشن اُنکا

چھوٹتا یون ہی رہے گا موا اچھے آپا
مورنی سی میری آواز سے ارگن اُنکا

دولہ بھائی یہ موئی ہو گئی ہو عاشق
گو تنتی نام ہے کیون ہار مین مالن اُنکا

ا؎ یہ شعر میان حیرت صاحب نے بالخصوص کئی بار پڑھوایا اور خوب ہی ہنسے مجلس مشاعرہ دیوار قہقہہ نظر آتی تھی - ۱۲ محسن

۲؎ گھوڑے پر آسن جماکر بیٹھنا حد درجہ کی شہسواری مین داخل ہے - لہذا توسن کے ہوتے ہوے آسن کو فحش معنون مین لینا سخت غلطی ہوگی - ۱۲ محسن

ہند مین تیرے سے پہونچین میرے وولہ یارب — ہو چکے خیر سے جب جلسۂ لندن انکا
رشکِ آئینہ ہے بیگم ہوا اگدرایا ہوا — فتنہ انگیز بلا خیز ہے جوبن انکا

آل احمد کے ثناخوان ہین محسن یا نجی
کیون پسِ مرگ معطر نہ ہو مدفن انکا

طرح۔ خط نہین لاہور سے آیا الٓہی جان کا

[1] پھر گیا طبلہ بجا سنے آج گوہر جان کا — کیسا ننگا ہے نگوڑا باپ چندر بھان کا
خاک گا ئیگا نگوڑا شیخ اپنی بزم مین — جانتا سُر ہی نہین بھڑوا جو اپنی تان کا
چھاتے ہین رات بھڑوولہ میان جیلے کی خاک — خاک نکلے حوصلہ پھر حسرت و ارمان کا
کیون کڑی سنتے کسی کی دل نہ آجاتا اگر — کیا کرون شکوہ ہوا اپنے دلِ نادان کا
دست بستہ معذرت پر بھی نہ بولین اب تھر — ہے شکریہ ہم پہ واجب سوت کی احسان کا
نادان بھڑوے کے سر پر مار دونگی آج مین — سوت کا بھیجا ہوا کھایا جو بیڑا پان کا

کیون نہ رنجیدہ ہو محسن دو مہینے سے ہوا
خط نہین لاہور سے آیا الٓہی جان کا

طرح۔ چشمِ آفت بپا نے کیا دیکھا

[2] مٹنے کیا کیا نہین ہوا دیکھا — پارسا کوئی چلبلا دیکھا

[1] والدہ چندر بھان کی خاطر سے لکھی گئی تھی جو بی الٓہی جان کی خاص گوئیان اور علیگڈھ کی رہنے والی ہین جکل کوئی ایسا شہر نہین جہان دو تین گوہر جان نہون لہذا ہمارے مطلع کی گوہر جان کلکتہ والی گوہر جان نہین بلکہ ایک اور حسینہ ہین۔ ۱۲ محسن۔ [2] ایک شوخ چنچل۔ چلبلی۔ اور چلتی ہوئی معشوقہ بازاری یا بھٹیاری کی خاطر لکھی گئی تھی جو سرائے آغا میر لکھنؤ مین مقیم تھی۔ لکھنؤ کے رئیس زادے اسکی ایک ادا پر سیکڑون خرچ کر ڈالتے تھے۔ ۱۲ محسن

پھانس لیتا ہے باتون باتون مین — نہین اس گت کا مردوا دیکھا

چشم پُرنم کو بستر غم پر — شب فرقت مین آشنا دیکھا

دولہ بھائی کے حسن کو واللہ — آفت جان فتنہ زا دیکھا

دل سے اترین ہوا تو جب جانون — آنکھین نظرون سے تو گرا دیکھا

دل مین گر کر کے گھر مجھے مارا — پیسا را اُن کا بُوا یلا دیکھا

آج بدلے ہوئے ہین تیور کیون — چشم آفت بلا نے کیا دیکھا

کھلے جو ہر تماشبینی کے — شب تماشا جو آپ کا دیکھا

ہو نرے خالی ڈھول شیخ جی تم — خوب ہم نے بجا بجا دیکھا

دیکھا کسبی موئی کو ہنس ہنس کر — پھر تو تیوری چڑھا چڑھا دیکھا

کہو گوئیان تمھین خدا کی قسم
کوئی محسن سا آشنا دیکھا

بر طرح مومن خانصاحب مرحوم ع میرا بھی حال ہوا ہے تری کمر کا سا

خلاف[1] کہتی ہین حورین کہ ہے قمر کا سا — ہمین نظر نہین آتا ہے اُس بشر کا سا

نظر تو آتا ہے مٹتا وہ نقشہ شر کا سا — دعا مین دیتا ہے معلوم کچھ اثر کا سا

گھروندے یون تو بہت دیکھ ڈالے بیگم نے — مزا ملا نہ مگر شیخ جی کے گھر کا سا

ہوئے نہ کسبی کو دل دیکے آخرش حیران — مین پہلے سمجھی تھی سودا ہے یہ ضرر کا سا

[1] عنقا بیگم متخلص عنقا کے مکان پر ایک بیگماتی مشاعرہ ہوا کرتا تھا جس مین خاص خاص بیگمات رونق افروز ہوا کرتی تھین۔ اس عجیب و غریب مشاعرہ کی کیفیت اس مین شامل ہونے والون کے سوا اور کسی کو معلوم نہین ہو سکتی کیونکہ وہ سراپا رازداری کا منظر تھا۔ تاہم عنقا بیگم کی عنایت سے خاکسار محسن کو بھی مصرع طرح بروقت مل گیا تھا جس پر یہ ریختی عرض کی گئی۔ ۱۲ محسن

نہین وہ پان سے کرتے ہین سُرخ سوت کا منھ
لگا تے ہین دل بسمل ہین ایک چرکا سا

اُٹھائی رُخ سے دولائی جو دولہ نے باجی
ضیائے حُسن سے جلوہ ہوا قمر کا سا

ٹھالیسے دل سا نہ کھو جائے کوئی عالم مین
نہ کوئی گم ہو جہان مین مری کمر کا سا

یہ خط نواب کو پہونچا دو۔ ماما مین واری
بنا لو روپ ہوا آج نامہ بر کا سا

ہزار چاہتی ہون بولون اُنسے ہوکے نڈر
یہی تو ڈر ہے کہ لگتا ہے مجکو ڈر کا سا

وہ ڈانٹا شیخ کو بیگم کی چشم پُرخون نے
ہوا اڈرا ہین وہ معلوم واُنسے سر کا سا

نگوڑی وصل کی شب بھی ہوا نہ چین نصیب
لگا رہا ہُوا کھٹکا موئی سحر کا سا

سخن کی پریون کو لیکر۔ سر پہ مضمون پر
ہوا مین اُڑتا ہے محسن لگا کے پر کا سا

مشاعرہ[۱] بریلی بر طرح۔ بس رہا ہے مری آنکھون مین تماشا کیسا

دُدم[۲] تو دے بن گئے چھوٹتا ما آ کیسا
کل جہا جن موا کرتا تھا تقاضا کیسا

ہی مسی کی بوا بات تھی مجبرا گئیا
مُنھ لگون نے کیا نواب کو رسوا کیسا

روٹھی مکھن نہین چھیڑو سے سُنو تو کپڑا کیسا
چھوڑو ڈھگڑے کوار ی روز کا جھگڑا کیسا

کیا کہون اسے بوا بگڑا ہے گھونڈا کیسا
کنکری نون کی گھر مین نہین آٹا کیسا

رات ماما نے جو ساقن کے کنے دیکھ لیا
دم لگا کر موا دمباز وہ کھسکا کیسا

توڑ کر کھٹسرا[۲] بوا پان کٹوری کے لیے
آج اُڑتا ہے موا چڑیا کا پٹھا کیسا

سلہ بریلی کے مشاعرہ مین اس ریختی کی بہت تعریف کی گئی تھی۔ حاضرین جلسہ نے ایک ایک شعر کو کئی کئی مرتبہ پڑھوا کر سنا۔ اور بڑے بڑے اُستادون نے داد دیکر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ۱۲ محسن

سلہ چڑیا۔ پان کی ڈبی۔ چھپڑیا اور پٹاری سب ایک ہی چیز کے نام ہین۔ لہذا غلط فہمی کو جگہ نہ دینا چاہیے ۱۲ محسن

ہاتھا پائی نہین سوکن سے ہوئی گر قبلہ
بنگیا ابر سے یہ برق سا پنڈا کیسا

کالا منھ نوج ہوا ایسا کسی بندی کو نصیب
داڑھی مُنڈا ہوا لگتا ہے جھنگا کیسا

وہ شبِ ماہ مین بیٹھے رہے گو سر کو لیے
رشک کھایا کیئے ہم اے بوا کیسا کیسا

جھانک کر انگیا کی دیوار[۱] سے بنگلے کی بہار
گھاٹ پر آج اُتر آیا ہے پٹّا کیسا

صاحبِ خانہ سے کرتے ہو حسابِ خانہ
اور دیتے نہ پڑین شیخ جی لینا کیسا

شوق سے آئین وہ جب چاہین تکلف کیا ہے
دولہ بھائی سے مجھے اے بوا پردا کیسا

جانتی خوب ہون مین گریہ مسکین ہے شیخ
وقتِ مطلب ہوا بنجاتا ہے گھنّا کیسا

پہنچ کر لی ہوا بیگم نے اُٹنگی ایسی
نور چھن چھن کے نکلتا ہے نظارا کیسا

نہین داماد اگر آئے تو بیٹی کے لیے
آج نگمیرو میری ساس نے تانا کیسا

نہین بین اُجڑی فقط یار کی بگڑی گویان
دیکھو بگڑا ہوا ہے بزم کا نقشا کیسا

ایسی جھجکی مین شبِ وصل کہ بیٹھو رہوئی
اٹھارہ رہ کے دل زار نہین دھڑکا کیسا

پانی پینے کے بہانے سے چلے آئے جو ہم
پانی پی پی کے وہ کوسا کیے کیسا کیسا

بخی ہیت سے پھوڑ دون مین سر کی دو دو[۲]
گھورتا پھاڑ کے دیدے ہے نگوڑا کیسا

یہی تو رنج ہے بیگم ہوا سیدھا ہو کر
پڑگیا بار ہمارا ہوا اُلٹا کیسا

کسبیونکی سی نہین وضع تو ہے ہے باجی
اری پاجامہ کی یہ گوٹ مین لچکا کیسا

جادو کر کر کے بوا بن گیا محسن اپنا
یاد اُس ریختی والے کو ہے لٹکا کیسا

---

[۱] دیوار۔ بنگلہ۔ گھاٹ۔ اور پٹّھا یہ بھی حسن پوش کے پرزون کے نام ہین ۱۲ محسن

[۲] یعنی دونون آنکھین پھوڑ دون ۱۲ محسن

برطرح - ہے اثر یہ نالۂ شبگیر کا

دیکھنا[1] آری تماشا پیسر کا
کر لیا شیدا مجھے تقریر کا

سُن چکی ہون حال سب تحریر کا
ہے لیناسوت کی تصویر کا

پارا کشتہ کردیا بے پیر کا
مل گیا نسخہ مجھے اکسیر کا

بعد مدت سے ہوا افشا ہوا
راز گوہر جان کی تحریر کا

گو کہ ہے نواب زادہ دہار پر
ہے تو پروردہ بوا کے شیر کا

پی گئے سب شیر مادر کی طرح
بھیا رنڈی نے جو ہنڈا کھیر کا

بھا گئی صحبت چھنالو نکی اُنھین
ہے نتیجہ تخم کی تاثیر کا

کیون نکالا بیاہتا کو شیخ جی
کیا سبب کمبخت کی تقصیر کا

ہاتھ مین آیا نہ دُرِ مدعا
پاؤن لنگڑا ہوگیا تدبیر کا

شوق سے کروا ؤ گوئیان آج تم
رتجگا اُس ماہ کی تسخیر کا

رات کی باتین نگوڑی کیا کہون
ہے فسانہ شمع و گلگیر کا

کھل گیا وہ پیٹ[2] کا رازِ نہان
خوف تھا جسکی ہوا تشہیر کا

بولتی کیونکر موئی برسات مین
تھا زمانہ گھر کی وہ تعمیر کا

ریل ہی مین آگئے وہ رات کو
یہ اثر ہے نالۂ شبگیر کا

پہلے تھا نواب کا سالہ گرہ
اب ہے قیدی زلف کی زنجیر کا

سلہ لکھنؤ کی ایک شوخ وشنگ آفت کا پرکالہ قریبندہ تراچھ سالہ شاہد بازاری بی نصیر جان متخلص بہ نصیر کے در دولت پر ایک مشاعرہ ہوا تھا - یہ ریختی اُسی جلسۂ عاید قریب کی یادگار ہے - جو ہمیشہ تر و تازہ رہیگی - ۱۲ محسن

سکہ رازِ نہان ہمیشہ پیٹ مین محفوظ رہتا ہے - مثلاً ہمارے پیٹ مین سیکڑون راز بھرے ہین - ۱۲ محسن

باجی محسنؔ پہ بھی ہو نظرِ کرم
ہے وہ عاشق آپکی تصویر کا

ردیف ب

طرح مشاعرہ بریلی - ہوتا نہیں ہے وصل کی شب بلستان نصیب

[۱] جس سرزمین پہ جائیے ہے آسمان نصیب
گوئیان رہی ایک سا ہے یہان اور وہان نصیب

کالی گھٹائین بجلیان اور بدلیان نصیب
چھکے جو اس بہار مین ہون بجلیان نصیب

سیّد مغل نہ شیخ نہ ہوا ہے پٹھان نصیب
دیکھو نگوڑے کو بوا - پھوٹا کہان نصیب

زردار بھی ضرور ہو گر ہو جوان نصیب
کس کام کا وہ حُسن نہ ہون روٹیان نصیب

رندِ خراب خانہ و باغِ جنان نصیب
اُمت کے کھل گئے بواجی بیگمان نصیب

ہے شترِ بے مہار[۲] سا جاہل کہ جو ہوا
بہتر تھا اس سے ہوتا اگر ساربان نصیب

یارب ہے بیقرار میرا شیخ اس قدر
آئے کلیجہ تھامے ہوے آج ہان نصیب

ہین وہ بھی ایک جُرتی نہین جنکو باندیان
ہین وہ بھی ایک جنکو ہین شہزادیان نصیب

نواب اور لونڈی کو دین خود اُٹھل کر
کم دیکھے ہونگے ایسے بھی پیرِ مغان نصیب

ماماجی واری جاؤن کرو آج شادِ وصل
ہون بیٹا بیٹیون کی تمھین شادیان نصیب

دیگی وہی کبوتری انڈے میان کے گھر
ہو جس لنڈوری کو نہ کہین آشیان نصیب

تعریف جسکی کرتے ہین خود آپ اسقدر
یارب ہو بندی کو بھی وہ باغِ جنان نصیب

نجین بیقرار ہون بچھڑی ہون یا رسول
حجاج کا ہو جلد مجھے کاروان نصیب

---

[۱] بریلی کے مشاعرہ کی یادگار ہے جسنے بزمِ مشاعرہ کو رشکِ حور بنادیا تھا ۔ ۱۲ محسن

[۲] شترِ بے مہار ۔ جاہل ۔ بیوقوف یا اُجڈ کو کہتے ہین ۱۲ محسن

سیرِ بہار لکھنؤ یا خارِ دشت وائے
لایا نگوڑا ہمکو کہان سے کہان نصیب

جنکا نشانہ اُف ہُوا جی چوکتا نہ تھا
ایسے مٹے نشان نہین ہڈیان نصیب

یہ تاک جھانک بندی کا رہنا محال ہے
ہون دشمنون کو شیخ جی یہ بدیان نصیب

عنقا نہین ہے۔ بلبلِ مستِ چمن ہے وہ
کس گل کو باغ ہند مین ہے یہ زبان نصیب

طرح۔ اپنے مطلب سے ہے اُنھین مطلب

سلہ کوئی مرجائے یا ہو جان بلب
اپنے مطلب سے ہے انھین مطلب

رکھتے لالا ہین رنڈیان گھر مین
گھر کی بیوی کے سامنے یہ غضب

دولہ بھائی سے دل لگی بازی
کرو دُلہن ہُوا۔ مگر بہ ادب

کام عجلت بگاڑ دیتی ہے
پوچھتے ہین بگڑ بگڑ کے سبب

شیخ جی ہاتھ پر دھرا لون گی
مین نہ مانون گی آپکی اب۔ تب

خام ہے یہ اُدھیڑبن گوئیان
چھوٹتی ہے میان سے کبھی کب

تیری لونڈی کی یہ دعا ہے تجھے
ہو ترقی میان بڑھے منصب

تیری مستانہ چال پر باجی
گر چھٹک جائین وہ تو کیا ہے عجب

قطع کروے گا نیش افعی مو
چھوڑ دو ورنہ عادتِ عقرب

کسی ڈھب سے نگوڑی آجائے
جانتی ہون تو اب کا مطلب

ہے یقین آج تو موئی عنقا
آئے گی آدھی رات تک اغلب

سلہ ایک پاکباز بیوی بیگم کی فرمائش سے لکھی گئی تھی جسکی شوخی طبع نے مصرع موزون کیا تھا اپنے مطلب سے ہے انھین مطلب ۱۲ محسن

ردیف پ

طرح: شوق سے آئیں جو آنا ہو مگر آپ سے آپ

تیسرے چوتھے کبھی آتے نہیں گھر آپ سے آپ
بندہی کیونکر نہ ہو آمادہ شر آپ سے آپ

گردش پیر فلک کے ہو اگرچہ چکر
سیدھا ہو جاتا ہے کج سلک بشر آپ سے آپ

تیغ ابرو کے اگر دیکھ لیں جوہر باچی
چھوڑ دیں آج سپاہ تیر و تبر آپ سے آپ

دیکھنا پان کی جا خاک نہ بھر دوں منہ میں
شیخ اُگلتے تو ہوا خاک بسر آپ سے آپ

پالا اُستاد سے جب تک نہ پڑے گا خالہ
چھوڑنے کا نہیں لالہ میرا در آپ سے آپ

ہم بگڑتے نہیں ایسے کہ ہوا من جائیں
وہ منایا کریں سو بار اگر آپ سے آپ

کرو تدبیر وہ گوئیاں کہ میاں ترک کریں
کوٹ پتلون سے ہوٹل کا ڈنر[٢] آپ سے آپ

ایسی تدبیر ہو ماما کہ نہ ہو نام میرا
شوق سے آئیں جو آنا ہو مگر آپ سے آپ

چوک میں چاک گریباں پہ مچلنا کیسا
کرتے کیوں ضد ہیں وہی بار دگر آپ سے آپ

ایسا نسخہ کوئی تجویز کرو تم عنقا
جاتا محسن کا رہے درد جگر آپ سے آپ

لہ لکھنؤ کے پھول ہیں۔ کس موقعہ پر چنے گئے تھے۔ اسکا حال بی عنقا بیگم کے سوا اور کسیکو معلوم نہیں ہے تو صرف اسقدر جانتے ہیں کہ ارشاد ہونے میں کچھ دیر واقع ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔ مگر تعمیل ارشاد میں دیر ہونا غیر ممکن ہے۔ ۱۲ محسن

ٹلہ انگریزی قافیہ اُردو میں اچھی انوکھی بات ہے ہمارے اکثر احباب اسکو دیکھکر چونک پڑینگے مگر اصلیت یہ ہے کہ بعض انگریزی الفاظ نے اُردو میں وہ دخل ناجائز اختیار کر لیا ہے کہ وہ کسی کے ہٹائے ہٹ نہیں سکتے۔ اُنکے ہم معنی الفاظ یا تو اُردو میں تھے ہی نہیں یا بالکل معدوم ہو گئے ہیں۔ ڈنر کا نعم البدل تو ممکن ہے مگر کوٹ پتلون۔ پلٹن۔ رجمنٹ۔ جرنیل۔ کرنیل۔ کپتان۔ برانڈی۔ وسکی۔ ولائتی جام۔ پورٹ جن۔ شامپین۔ ریل۔ ٹکٹ وغیرہ کیلیے اُردو الفاظ کہاں سے لائے جائیں تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی دشاہ وقت کی زبان ہونیکے باعث اُردو میں بزور دخیل ہوتی جاتی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ جب ان دونوں زبانوں کی اتحاد سے ایک تیسری زبان پیدا ہو جائے۔ ۱۲ محسن

ردیف ت

طرح مشاعرۂ علیگڈھ - وہ ہو مشہور کل آزار بہت

یونتو دنیا مین ہین دلدار بہت — کرتے مرزا ہین مگر پیار بہت

شیخ جی کرتے ہین تکرار بہت — آج دینگے اُنھین ہم مار بہت

چال کی اُسنے نہ سیکھو بلبل — گل بھی مشہور ہین پُرخار بہت

چُل نہین اُٹھتی اگر جھیلے کی — پوچھو کیون جاتی ہین بازار بہت

ساغر حسن بچانا گوئیان — تاک مین پھرتے ہین میخوار بہت

بل نہ ابرو پہ ہمارے آیا — وہ گھمایا کیے تلوار بہت

ایک دل کسکو نہ دین کسکو دین — لینے والون کی ہے بھرمار بہت

آج داروغہ کی کل ڈپٹی کی — رہتی گو ہر کو ہے بیگار بہت

تم تو کسبی سے وہ تم سے بگڑی — مجھ سے اُلجھے نہ موئی نار بہت

بیڑیان شیخ کی گرگٹ جائین — ڈھونڈھ لے بندی بھی پھر یار بہت

ہمنے گھُسنے نہ دیے اُنکے رقیب — خار کھایا کیے بدکار بہت

پیٹی سوتون نے پڑھائی ایسی — ہمسے آزردہ ہین سرکار بہت

مُنھ لگے گر نہین مردوے[۱] اُنکے — گھیرے کیون رہتے ہین اغیار بہت

بادۂ عشق مین عنقا بیگم
ابتو رہنے لگی سرشار بہت

[۱] بیگمات لکھنؤ کی زبان پر زندون کے لیے مردے کا لفظ اکثر جوش الفت مین بولا جاتا ہے۔ جیسے چل مردوے ہٹ مردوے پر زندون کے لیے عام خطابات ہین۔ اسی رعایت سے یہان بھی لکھا گیا۔ کہین سچ مچ مردے نہ سمجھ لیجیے گا۔ ۱۲ محسن

طرح مشاعرہ بریلی۔ زلف پیچان سے ہے اُلجھا دیکھیے شانے کی بات

کرتے ہین کیا کیا چبا کر سُرخ ہو جانے کی بات
سوت کے ہاتھون سے وہ مہندی کے لگوانے کی بات
ہے پری شیشہ مین گویا۔ وہ اُتر آنے کی بات
اے پری خانم ہوا۔ اُن کے پری خانے کی بات
کرتے ہین بیگم سے عبث ہین رو تر پھسلانے کی بات
ہے یہ دل ملنے کا سودا اور من مانے کی بات
چگنے والے ہین ہری کے ہمسے مُنھ آنے کی بات
ہے سراسر شیخ جی یہ گھانس کھا جانے کی بات
آئینہ ہو ہو گئی نواب صاحب آپ کی
شعلہ خانم سے وہ قبلہ۔ آئینہ خانے کی بات
آئین نا کروا کے وہ آئینہ شانہ یار سے
ہم نہ کہتے تھے کہ ہوگی موبوشانے کی بات
سُن کے دو کانون سے میری دی بڑھا اپنی دُکان
کان کے پردے پھٹے۔ سُن سُن موے کانے کی بات
سوت سے شکوے ہمارے۔ ہمسے شکوے سوت کے
کرتے ہین کیا کیا میان دونون مین چل جانے کی بات
کنے بھر بھر دی اُٹھین جو ہو گئے بالائے طاق
وہ بُوا درگاہ والی طاق بھروانے کی بات

شوخیِ دلدار نے چشمِ حیا جو سے کہا
ہو گیا ہونا تھا جو۔ اب کیا ہے شرمانے کی بات
دونوں سے لڑ لڑ مرونگی باجی صاحب حیف ہے
دوستوں کے دل میں ہے دشمن سے لڑوانے کی بات
رکھا جس گوہر کو باجی گوہری نے پیٹ میں
تھی صدف کے دُرج میں وہ دُر کے دَر آنے کی بات
سوت میلے سر میں بھی چوکی نہ میلی بات سے
ہے گھنونی بد وضع۔ کرتی ہے گھن آنے کی بات
ہم بھی خواب ناز میں سُنتے رہے بد ذات کی
رات بھر کرتا رہا وہ گھات پر لانے کی بات
جن کو ہمنے مُنھ لگایا اُن سے یہ حاصل ہوا
ہم سے کرتے ہین نگوڑے اب وہ مُنھ آنے کی بات
سیدھے باتوں سے نہین ہوتے بُوا لاتوں کے بھوت
لات جب تک کھا نہ لین اُنکو نہین آنے کی بات
پاؤ گی کیا گوہری تڑپانے مین کلپانے مین
آج دیڈا لو جو ہو منظور کل پانے کی بات
شوق سے آجاری گوئیان تو کہان محسن کہان
یہ بھی تھی گوہر ہوا۔ کچھ آب اور دانے کی بات

بر طرح نواب شاہجہان بیگم صاحبہ متخلص بہ شیرین والیہ بھوپال مرحوم

ساقی چمن مین آکے تیری یاد ہی بہت

بھولے وہی ہین جنکی ہمین یاد ہی بہت	ناشاد یہ ہوا دل ناشاد ہی بہت
دولہ تمہارا صغری۔ آزاد ہی بہت	کرتا نگوڑا چوک مین برباد ہی بہت
ممکن نہین کہ ہو نہ انیسِ دلِ حزین	کمسن ابھی ہوا ستم ایجاد ہی بہت
جانے سے اُنکے گھر نہین اُجڑا فقط مرا	ویران خانۂ دلِ ناشاد ہی بہت
دیکھون نگوڑا کرتا ہے کسطرح خون خجل	آزردہ اندنون ہوا جلاد ہی بہت
خوش ہوکے ساس نے کہا دولہن ہے رشکِ گل	دم سے تمہارے گھر میرا آباد ہی بہت
بلبل کو فصلِ گل مین اسیرِ قفس کیا	غافل خدا کے خوف سے صیاد ہی بہت
تصویر اُنکی کھینچ نہ سکی پسینہ ہوگیا	شرمندہ اپنے فعل سے بہزاد ہی بہت

لیتی ہون کروٹین ہوا کنجِ مزار مین
محسن نگوڑا۔ قبر مین بھی یاد ہی بہت

ردیف ٹ

طرح ۔ پلک مار کر سیر کو دے پلٹ

ذرا دیکھیے قبلہ چلمن اُلٹ[2]	ہین مشتاق در پر کھڑے ٹھٹ کے ٹھٹ

[1] خاکسار محسن کو جناب شیرین صاحبہ خلد آشیان سابق والیہ بھوپال کا ایک دیوان ہاتھ لگ گیا تھا۔ واہ کیا کہنا ۔ یون تو ہر ایک غزل سرکار عالیہ کی از سرتا پا مرصع تھی ۔ مگر یہ غزل ساقی چمن مین آکے تیری یاد ہی بہت راقم کو بہت پسند آئی ۔ لہذا اسپر یہ ریختی عرض کی گئی ۔ ۱۲ محسن

[2] اسمین اُلٹ پلٹ ۔ کھٹ پٹ ۔ سب قافیے ہین ہمین فرمائش کی گئی تھی کہ یہ غزل قافیون کی ضلع بندی پر ختم ہو لہذا ہر شعر مین دو دو تین تین قافیے شامل کردیے گئے ہین ۱۲ محسن

لگائی جو بوسے کی مرزا نے رٹ
بلا سے کسیکو کرو چت کہ پٹ
کہیں شب جو ان سے کھٹ پٹ ہوئی
بجاتا ہے ڈھولک موا رات بھر
کریں گر بلوائٹ سے سٹ پٹ میاں
ہیں کٹ کٹ گئی بیگموں میں ہوا
ترقی ہوا امسال دولہ کی پھر
ہے شیرِ خدا کا جو آنکھوں میں نور
چھتالوں کی جاکٹ میں پاکٹ لگیں
یہ کروٹ کی آہٹ بلا ہے ہوا
سٹاسٹ وہ مارا کریں جان جائے

کہا باجی نے دُت نہ موئے دور ہٹ
دلادو مجھے لکھنؤ کا ٹکٹ
کھٹا کھٹ موے نے دیے توڑ پٹ
یہ جھگڑا کوئی بھانڈ ہے یا کہ نٹ
کچہری میں جا کر میں بولوں رپٹ
وہ پیتے ہی غٹ غٹ گئے چولپٹ
ریاست کا گر دے اجازت بجٹ [۱]
یاک مار کر شیر کو دے پلٹ
یہاں روئیں گُرگی کو گر جائے پھٹ
چھپرکھٹ پہ کرتے ہیں کا یا پلٹ
میری بھی یہ ضد ہے نہ چھوڑونگی ہٹ

وہ جھگڑا سر بزم کٹ کٹ گیا
رکھا عنقا بیگم سے جسنے کپٹ

ردیف ث

[۲] ہیں بھی آخر ستوں تو کیا باعث
اور کچھ بھی نہیں ہوا باعث

نہیں کٹنی جو بچ کا باعث
کچھ تو ہے شرم کچھ حیا باعث

۱؎ بجٹ ٹکٹ وغیرہ انگریزی قافیے ہیں۔ مگر اردو میں ایسی جڑ پکڑلی ہے کہ کسی کے نکالے سے نہیں نکل سکتی۔ نہ اُنکے نعم البدل ملیں گے اور نہ وہ نکلیں گے۔ جب ایک زبان دوسری زبان پر تصرف کرنا چاہتی ہے تو اسکی ابتدا ایسے ہی لفظوں سے شروع ہوتی ہے ۱۲ محسن۔

۲؎ خفیہ مشاعروں کی جان اور ایک عجز دل کی داستان ہے جسکو عنقا بیگم نے خوب ادا کیا ہے ۱۲ محسن

جس سے مطلب تھا بلا یا کیون — میان تیلا ئین تو ذرا باعث

نہین کسی کی کچھ خطا باجی — دولہ بھائی کی ہے ادا باعث

نظرِ لطف کیون نہین ہم پر — کچھ نہ بیگم ہوا کھلا باعث

سوختہ ہو گئی ہین جل بھن کر — آگ لگ جائے جو ہوا باعث

گھر سے رہتے ہین رات بھر غائب — ہے وہی خانگی بُوا باعث

شیخ جی کے ہین کاٹتے بوٹی — ہے وہی چھوٹ کا موا باعث

کیون ہے افسردہ آج تو محسن
کچھ تو کہہ بندۂ خدا باعث

ردیف جیم

طرح - اچھا وہ ہے جو کردے شرافت سے بسر آج

بیتابی دل[1] ہان بُوا - دکھلائے اثر آج — آئین میان تھامے ہوئے ہاتھون سے جگر آج

آیا ہے میرے گھر وہ بُوا رشکِ قمر آج — تا حشر نظر آئے نگوڑی نہ سحر آج

جائے تو سہی مرزا موا رنڈی کے گھر آج — واللہ کہ برپا کرون گھر بھر مین شر آج

زناخی کا اس حسن پہ پرسان نہین کوئی — پڑتی ہے حسینون کی دوگانہ پہ نظر آج

کیون آئینہ جگ بھر مین نہ ہوجاتی وہ بیگم — جو بات نہ کرتی تھی - وہی آئین نہ کر آج

در در پہ وہ بدنام ہون دنیا بھی ہو درپے — چھوڑینگے مگر شیخ جی رنڈی کا نہ در آج

[1] یکسن رسیدہ سنجیدہ اور فہمیدہ بیگم صاحب کا یہ مصرع اچھا وہ ہے جو کردے شرافت سے بسر آج ہوا یک مدت لکھنؤ کے ولربا جلسون مین طرح قرار پائی تھی جسپر خوب گلفشانیان ہوئین - اور دادِ سخن دی گئی - اللہ اللہ کیا زمانے تھے اب وہ صورتین خواب مین بھی نظر نہین آتین ع رفت منزل بدیگرے پرداخت ۱۲ محسن

سفلون کا ہوا وقت ہی نازک ہی زمانہ — اچھا وہ ہے جو کرے شرافت سے بسر آج
جو خشک تھا بے بر بھی تھا بے برگ تھا اجی — لایا ہے وہی شجر تمنا میرا بر آج
بجلی ہے بھبھوکا ہے بلا ہے موئی کسبی — یہ برق ہوا دیکھئے گرتی ہے کدھر آج
ناری سے بھی بد تر ہے وگرنہ موا گوئیات — روزی جو کما لائے وہی مرد ہے نر آج
تو اسی ہے کوری نہین - گوری نہین ٹدی — اسیر بھی ہے سرکار کی منظور نظر آج
جب سے پڑی خورشید موئی شیخ کے بس مین — سورج کی طرح جلتی ہے اُوئی گھر بدر آج
دو سوتین ہین دو رنڈیان ہین تین متاعی — پیدا تو کوئی کرے ہمارا سا جگر آج

یہ رنگ تو محسن میان حصہ ہے تمھارا
واللہ نہین ریختی مین ہمتا بشر آج

مشاعرہ لشکر گوالیار[۵] طرح - پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن آج

کیونکر لگے نہ آگ ہوا جی بدن مین آج — مجرے کرا رہا ہے نگوڑا چمن مین آج
بھر بھر کے جلین کسبی کی دنرات شیخ جی — بٹہ لگایا آپ نے اپنے چلن مین آج
ڈاڑھی مین بال تک نہین - مونچھین ہین کان تک — کیا کیا نکھار ہین ہوا اپنے سجن مین آج
تلوار اور تیر کی کثرت مین برق ہے — کس فن کی ہے کمی میرے ناوک فگن مین آج
نکلے چمن سے ہو کے گئی دشت زلف مین — بستی سے دولہ آ گئے کالون کے بن مین آج
میرے کباب کھاؤ گے یا کھیر سوت کی — مین بھی تو سن لون دولہ میان کیا ہے من مین آج
ل تک تھا جنکا قول اشرفی سے بھی سوا — ہے سولہ آنے جھوٹ اُنھین کے بچن مین آج

۵ لشکر گوالیار کے پھول - ابتداے مشق کا نمونہ اور میان حیرت کے مشاعرہ کی یادگار ہے - میر قلندر حسین صاحب متخلص بہ قلندر سخنی کی بہت تعریف کرتے تھے یہ اسی وقت کو خوش کر وقت با خوش کردی ہے خدا کرے بہار تو دوست جہان مین خوش خرم رہین سلامت
محسن

کوئی نگوڑا حسن کی کرتا نہین تلاش
پڑتی نہین نظر جو الونکی ہر مال و دھن مین آج

ہوتے نہ ریخ مین جو چھنالون کے وہ چلبلے
یون دیکھتے نہ بندی کو ریخ و محن مین آج

بہتر ہے مال نر ادمی کو گھر سے نکال دو
دعوی کرونگی مہر کا ورنہ بیشن مین آج

تیغ حسین کہتی تھی توسن سے باربار
جوہر دکھاؤنگی میان تھم جاؤ رن مین آج

کیا کیا نہ بزم یار کا بنتے سنگار ہم
نام خدا جو ہوتے اگر ہم وطن مین آج

گلشن مین دخت رز سے ہے مشغول کوئی پھول
پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن مین آج

عنقا سی ریختی ہوا عنقا ہے آج کل
ہے لکھنؤ مین ایک موئی اپنے فن مین آج

دو چار مین نہین ہوا کہ دون ہزار مین
محسن سا دوسرا نہین شعر و سخن مین آج

کسپہ[1] جھپٹا ہوا شکاری آج
تیغ پر تیغ کس نے ماری آج

آدھی بر سر تمھاری ساری آج
دیکھ لی ہمنے ساری پیاری آج

سوت کو بھیجے سواری آج
ہے اُسی روسیہ کی باری آج

دیکھ لی ہمنے شب کی بیداری
مانتی کیون نہین وہ واری آج

ہے دل آرام۔ دیتی ہے آرام
کیون نہ بلوائین رام پیاری آج

ایسا مارا موئی کو پھرتی ہے
ماری ماری تمھاری ماری آج

کل کی گر وہ ماری چھوڑ دو کل پہ
دیکھو کیا دیتے ہین مراری آج

ایسی بے خبری۔ ادی معاذ اللہ
نہین لیتے خبر ہماری آج

[1] بریلی کے ایک پرانے مشاعرہ کی یادگار ہے۔ جسکی طرح غالباً یہ تھی ع کسنے کی گل سے ہمکناری آج
اس مین بھی خاکسار محسن نے بڑے بڑے اُستادون سے خراج تحسین وصول کیا تھا۔ م محسن

اُٹھے لُٹے اُٹھتے ہوئے ہین شوق اُنھین
لونڈے ٹلوا سکے راس دھاری آج

کیون نہ ہو دیا ال زادی کو
کسبی کیا ہو گئی دُلاری آج

ہوتی دل مین نہ گر وہ پردہ نشین
مجھسے کیون ہوتی پردہ داری آج

کل چمن مین تھی گل کے پہلو مین
شبو پھرتی ہے ماری - ماری آج

خاکسارون سے ہے ملال اُنھین
ملی مٹی مین - خاکساری آج

ہاے افسوس چھٹ گئی عنقا
رہا محسن بہ اشک و زاری آج

راست کہتی ہون آپ کا عنقا
حصر ہے ریختی نگاری آج

ردیف چ

[١] آج دی تعلیم گت کی مجھے تالونکے بیچ
اب نہ آؤنگی کبھی اُستاد کی چالونکے بیچ

چوم کر زلف دوتا پھنستا ہین جالونکے بیچ
صاف بچ جاتا ہے گورا سیکڑون کالونکے بیچ

مین تو خود کہتی ہون باجی خاک ڈالون شیخ پر
پھانس لیتا ہے نگوڑا - پیار کی چالونکے بیچ

بھولا پن خود کہہ رہا ہے - سرخی لب حضور
سوت کی بیڑی - بھری ہے آج ان گالونکے بیچ

ہوتے تھے دو چار دولہے پہلے کیا کیا پیار سے
بگڑے اب کیا کیا ہوا - دو چار ہی سالونکے بیچ

نوچ لون شالین کسیکی مین بو اشل ہو گئی
بھیجے خط سوکن کے مجکو - ڈالکر شالونکے بیچ

اپنی بدحالی پہ گوئیان تھا فلک نالہ کنان
آج پھر شکر خدا - ہم بھی ہین خوشحالونکے بیچ

بات ہے بگڑی گھڑی کی - صاف جو ہوتے نہین
چلتے پرزے ہین مجھے لاتے ہین وہ چالونکے بیچ

[١] ایک شاہد بازاری نے اپنی شوخی اور چلبلے پن کی بدولت یہ مصرع تصنیف کیا تھا - اب نہ آؤنگی کبھی اُستاد کی چالونکے بیچ ۔ اتفاق وقت کہ یہ مصرع محسن کے ہاتھ بھی لگ گیا اور پوری غزل تیار ہو گئی ۱۲ محسن

سنتے ہی بے چین ہو کر آ گئے ڈولی مین ہم
کس بلا کا ہے اثر محسن ترے نالون کے بیچ

ردیف ح

مصرع طرح۔ شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح

کیون پیچ و تاب ہو نہ بُوا مار کی طرح
بل کھاتا اُن کا کاکلِ خمدار کی طرح

پھرتی ہے جھومتی ہوئی سرشار کی طرح
ہو نوج کوئی نائکہ مُردار کی طرح

کہتے تو ہین نہ آنے کی آتے ہین پر ضرور
اقرار کرتے ہین میان انکار کی طرح

ہین خار سے خراب نگوڑے خزان کے پھول
خار بہار ہین مجھے گلزار کی طرح

ممکن نہین کہ لاکھون مین ہو ایک بھی بُوا
بندہ نواز بندی کی سرکار کی طرح

کرتے بگڑ بگڑ کے ہین بسترا اُتھل پُتھل
بگڑی ہوئی ہے اندنون دلدار کی طرح

انگیا کے گھاٹ تک نہ رسائی ہوئی مگر
شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح

باتین اُچھال چھکا کی ہر دم لگے پن کی ہین
ہو جانا تم نہ کبھی مُردار کی طرح

بولون کی دولہ بھائی سے لکھین غزل ضرور
کیا خوب آج آئی ہے اخبار کی طرح

چل پھر تمھاری آنکھ کی مرزا جی قہر ہے
چبھتی ہے دل مین نشتر خونخوار کی طرح

کیا موٹے تازے ریل کا انجن تھی شیخ جی
یا سوکھ سوکھ ہو گئے اب تار کی طرح

رہ رہ کے چھیڑتا ہے عجب مسخرا ہے وہ
ہو نوج کوئی محسن مکار کی طرح

لکھنؤ مین ایک نواب صاحب کی معشوقہ پری رخسار نے یہ مصرع تصنیف کیا تھا۔ شب بھر کھڑا رہا موا دیوار کی طرح نواب صاحب چونکہ خاکسار محسن کے کرمفرما نے قدیم تھے۔ لہذا آپکی فرمائش اور کوشش سے پوری غزل تیار ہو گئی ۱۲ محسن

ردیف خ

مصرع طرح ۔ رہا سب مین میرا سلمان سرخ

لال کمرے کا آج سامان سرخ — دیکھکر ہوگیا وہ نادان سرخ

لال پہنے ہوے تھے سرخ قبا — تھا جو شبّو تمھارا دامان سرخ

لال کرتی مین عکس بیگم کا — ہوگیا دیکھتے ہی کپتان سرخ

باجی لبہاے لالہ گون سے ترے — ہوگئے بلخ اور بدخشان سرخ

سایہ عزرا کا پڑگیا جو کہین — ہوگئین دیکھتے ہی امّان سرخ

آج ساون کے سرخ چھینٹو نسے — نظر آتی ہے بادبستان سرخ

سرخ دستار کی کرامت ہے — ہوگئین جو بوا مغل جان سرخ

رنگ ہندو کا اُڑ گیا باجی — رہا سب مین میرا سلمان سرخ

کہو ساقن سے سرخ سمے لائے — آج جوڑا ہو زیب جانان سرخ

سرخ سایہ پڑا جو آنچل کا
ہوا محسن بوا گھر جان سرخ

ردیف دال

طرح ۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

دربدر بھیک ہی مانگے گا موا میرے بعد — یاد رکھنا یہ میری بات بوا میرے بعد

لے ویلے پر اوبیٹ مشاعرونکی یادگار ۔ اور اسوقت کی بہار ہے کہ جب آٹا روپیہ کا پندرہ سیر فروخت ہوتا تھا ۔ موزونی اور روانی طبع کے لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بیفکری شکم سیری آزادی اور آسودگی ہو ۔ خوش مذاقی اور خوش طبعی جس کی فراج انسان کے لیے سخت ضرورت ہے صرف انھین حالتون مین اپنا جوہر دکھاتی ہین ۔ اور جناب جب آٹا تین سیر کا ہو تو پھر یہ باتین کہان ۔ سع یش رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ ۔ ۱۲ محسن

کسبی کیا کیا نہ لگائے گی بلا میرے بعد	ریشس مین کون لگائے گی حنا میرے بعد
پھول بھی وہ نہ چڑھائے مری تربت پہ کبھی	ایسے سوکن نے دیے پھول بڑھا میرے بعد
جو اکیا کیا نہ بگاڑین گے گھر نند اپنا	لوٹ لیگی موئی کسبی کی ادا میرے بعد
ظلم سہہ سہہ کے چھنالونکے پشیمان ہونگے	میرے جینے کی وہ مانگینگے دعا میرے بعد
مین ہوا انکے لیے شوق سے لون راہ عدم	راہ پر لائے جو دولہ کو خدا میرے بعد
رنگ کیا کیا نہ موئی لائے گی مہندی بیگم	خون تھوکے گی ہزارون مین حنا میرے بعد
سامنے چھپتے اگر شیخ تو منھ نوچ لون مین	کہتا سب کچھ ہوا پھرتا ہے موا میرے بعد
پانی ہو ہو کے بہین گی یہ جفائین قبلہ	جوش پر آئے گا جب خون وفا میرے بعد
ستم یار سے کھتی ہے وفا کی حسرت	ہو گی اب کسپہ نگوڑی یہ جفا میرے بعد
ہائے تو اب ستمگر کی کدورت نہ گئی	ہو گی حسرت کی لب گور دعا میرے بعد
منھ لگے بھڑوے بتائینگے نہ کیا کیا اتر	چوک جا جا کے نہ ہو جائینگے کیا میرے بعد

جیتے جی شرم نہ محسن کو جب آئی گوئیان
خاک آئے گی نگوڑے کو حیا میرے بعد

ردیف ڈال

ماز الفت کے ہین تو سہار کے لاڈ	کیا کہون ہین ہوا جی یار کے لاڈ

سلہ لکھنؤ مین ہزارہا نواب اور ہزارہا بیگمات ہین۔ وہ غریب لوگ جو صرف پانچ یا چھ روپیہ ماہوار وثیقہ پاتے ہین وہ بھی عام طور پر نواب کہلاتے ہین اور انکی مستورات بیگم صاحبان۔ ممکن ہے کہ وہ بھی کسی زمانے مین رئیس ہون مگر انکی شرافت اور اعلی خاندانی مین کسیکو کلام نہین ہوسکتا۔ انھین مین ایسے بھی ہین جو بڑے ساحب اقتدار ہین اور ہزارہا روپیہ سرکار سے پاتے ہین۔ خاکسار محسن کو مدت تک انھین بزرگونکی صحبت مین رہنا پڑا ہے اور یہ دیوان انھین حضرات کے جلسون کا فوٹو ہے تاہم اسکا روے سخن کسی خاص نواب صاحب یا بیگم صاحبہ کیطرف نہین ہے اور یہ مین جتنے نام ہین فرضی ہین ۱۲ محسن

کیون نہین کہتے صاف مطلب کی
میری چڑھ ہین نگوڑے پیار کے لاڈ

فصل گل مین جنون کا جوش ہوا
ہوے دشمن موئی بہار کے لاڈ

بڑھے ہے گوئیان توکفش پرمارو
کیون اُٹھاؤ موے چمار کے لاڈ

دیکھو بلبل نگوڑی خاطر گل
سہتی پھرتی ہے خار خار کے لاڈ

ایک۔ دو تین ادئی بُوا۔ حد ہے
کس طرح اُٹھین چار۔ چار کے لاڈ

ایک مین لطف ہی جو نبھ جائے
ہین عبث گوئیان تین چار کے لاڈ

میری چھیتون نے شیخ کے سر سے
خوب اُٹھوائے مار مار کے لاڈ

ایک محسن کا بس ہے نبھ جائے
بھاڑ مین جائین۔ چار چار کے لاڈ

ردیف ذال

بندی[1] کیونکر کہے گوئیان نہین سرکار لذیذ
ذائقہ اپنا ہے اُنہین۔ اُنھین اغیار لذیذ

پھولتا پھلتا رہے وہ گلِ گلزار لذیذ
ریشِ نور کا تو بندی کو ہی ہر خار لذیذ

یار یا جی کے لیے جمع ہین در پہ پریان
کیون نہ ہو رشک پری یار کا دربار لذیذ

قبل نسبت کے ذرا دیکھ لو لڑکے کو بُوا
اچھا نک سک سے بھی ہو رکھتا ہو رخسار لذیذ

گلِ رخسار کا کرتا ہے وہ گلقند طلب
ڈھونڈھتا پھرتا دوا ہے دل بیمار لذیذ

آفتِ دید ہے آنکھونکی نگوڑی چل پھر
دید سے چھوٹین جو نہ ہو شوخی دیدار لذیذ

عقعقا بیگم تمھین واللہ بتاؤ گوئیان
کیون تمھین لگتا ہے وہ محسن بدکار لذیذ

[1] یہ ریختی ایک نہایت ہی لذیذ جلسہ کی یادگار ہے اور اوس جلسے مین خوب لذت حاصل ہوئی ۱۲ محسن

ردیف ر

[1] ابر اُٹھا ہے گرے قطرۂ باران سر پر
گوئیان ہشیار کہ ہے عیش کا سامان سر پر

کرتے کیا کیا نہین۔ وہ ریج کے سامان سر پر
رکھتے لالا ہین ہُوا رو تر مغل جان سر پر

اب تو جائین گے چھنالون کی گلی مین مرزا
قسمین کھاتے ہین ہُوا رکھتے ہین قران سر پر

حسرت دید ہے جان تن سے نہ نکلیگی ہُوا
کیون فرشتے ہین لیے موت کا چالان سر پر

بگڑے تیور ہین اُلجھتے ہین خفا ہوتے ہین
شیخ جی کے ہے ہوا آج بھی شیطان سر پر

ساتھ رنڈی کے چلے مرزا جی کشان کیسا ہے
وہ ہنا پھلون مین دبائے ہوئے بایان سر پر

چُٹکیان صاف کیے دیتی ہین دل کی ہُسے
پیر و مرشد ہے وہی آج بھی شیطان سر پر

اب فرنگی ہین ہوا تخت پہ ہم پاجگذار
کبھی رکھتے تھے یہان تاج مسلمان سر پر

غم کی تصویر بنا محسن بیدل باجی
مثل آئینہ کھڑا رہتا ہے حیران سر پر

برطرح جانصاحب [2]۔ نماز پڑھ پڑھ کے تو گنا ہون سے توبہ اپنی ہُوا کیا کر
عجب بلامین پھنسی ہون گوئیان مین اُس نگوڑے سے دل لگا کر

یہ دو نو پھوٹین جو رات سوئی ہون مین پلک سے پلک لگا کر

نہین گر ساس نند تو کیا ہے یون بھی مجھپر عذاب آیا
خصم ہے ایسا مو الڑکا۔ ستاتا کیا کیا نہین ہے آ کر

---

[1] لشکر گوالیار کے ایک مشاعرہ مین پڑھی گئی تھی۔ ۱۲ محسن
[2] جانصاحب مرحوم کی طرحون پر محسن نے کئی غزلین لکھی ہین اُنھین مین ایک یہ بھی ہے۔ اگر جان صاحب کی ریختی کو اسکے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو دونو کا فرق بہ آسانی معلوم ہو جائیگا۔ ایک سے یہ واضح ہوگا کہ کسی محل کی رہنے والی بدنصیب بیگم کا دکھڑا ہے اور دوسری سے ایک شوخ طبع منھ پھٹ بھٹیاری کی فحش گالیان

خدا نے چاہا تو روٹھیون کو پھرے گی دُر دُر تو ماری ماری چندو

اُڑائی شوہر کی خاک تمنے۔ جلا جلا کر جلا جلا کر

یہ کس سُگھڑ نے سکھائی تمکو ہے کسبیون کی سی اونچی کرتی

کھلا ہے پیٹ آدھا اوئی نگوڑی۔ ذرا حیا کر ذرا حیا کر

کھلے ہین ایام حیدری کے۔ پڑی ہے گھر مین وہ شیخ جی کے

جلائینگے ہم چراغ گھی کے ضرور مسجد مین آج جا کر

بلا کی شوخی زبان مین ہے ستم کا جادو بیان مین ہے

وہ موہنی آن بان مین ہے کہ مار ڈالا لبھا لبھا کر

لگا نے کیا وزیر بیگم۔ نگاہ خونی کے تیر بیگم

بنایا دل کو اسیر بیگم۔ کمان ابرو چڑھا چڑھا کر

بگاڑتی کیون ہے اپنا جوبن۔ ہے چند روزہ ہوائے گلشن

نہ سُرمہ مسی نہ پان ساتن اری دوانی خدا خدا کر

نہ دل ہو کیونکر کباب شب بھر۔ شباب ہمکو عذاب شب بھر

پلاتے ہین وہ شراب شب بھر موئی چھنالین بُلا بُلا کر

نہین یہ جھوٹی کہانی میری۔ یہ لکھ لو صاحب زبانی میری

جو آج بھی گر نمانی میری۔ تو زہر کھالونگی مین منگا کر

نہ آنے کی تھی اگر سمائی۔ خطون کی بھرمار کیون لگائی

ڈرائین ہمکو نہ دولہ بھائی۔ ہوا کے گھوڑے اُڑا اُڑا کر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۴۴) ہونگی جنکو وہ انگلیان مٹکا مٹکا کر بیخوف و ہراس آزادانہ ادا کر رہی ہوگی۔ اب جا بجا یہ آزادیان کہان ۱۲ محسن

کبھی نہ سکھ پائے مال زادی۔ وہ دیدے پھوٹی حرام زادی
بگاڑا جس نے ہے اُنکو وادی۔ لگا لگا کر[1] بجھا بجھا کر

بہار گلشن عیان ہے اُس مین۔ ادا سے بلبل نہان ہو اُس مین
وہ عنقا بیگم زبان ہے اُس مین کہ مار ڈالا لبھا لبھا کر

ایضاً

وہ اُلٹے اُلٹے سبق سنائے کہ مار ڈالا جلا جلا کر
بگاڑا کسبی نے اُنکو باجی سکھا سکھا کر سکھا سکھا کر

بنایا ہمنے بھی اُن کو ایسا کہ رہ گئے مُنھ بنا بنا کر
وہ خاک[2] بھیجے گی مالزادی پڑھا پڑھا کر پڑھا پڑھا کر

بُوا یہ بیگم ہے لکھنؤ کی۔ بڑی ہے دھوم اسکی گفتگو کی
ذرا جو آنکھ اُس سے دو بدو کی تو اُسنے مارا جلا جلا کر

سُگھڑ سیانی تو ہوکے جانی۔ خراب کرتی ہو زندگانی
جوانی ہوتی تو ہے دوانی۔ مگر نہ یون شرم بھون کھا کر

نہ سُنئیے باجی فسانۂ غم۔ دل و جگر ہین نشانۂ غم
یہی ہے ہر دم ترانۂ غم ملا دو پی کو کہین سے لا کر

کہان سے لائے گا دم موا وہ۔ بڑا ہی دسبا نہ ہے بُوا وہ
سراپا سُلفہ موا ہوا وہ۔ چرس نگوڑی اُڑا اُڑا کر

---

[1] لگانا بجھانا یا لگائی بجھائی کرنا لکھنؤ کا محاورہ ہے ۱۲۔

[2] دشمن کے گھر مین اکثر خاک پڑھوا کر ڈالی جاتی ہے ۱۲۔

ہو رو بہ رو یا کہ دو بدو کی۔ نگوڑی سے ہے بات آبرو کی
اُڑا کے دہلی مین لکھنؤ کی بگاڑ اک کیا بنا بنا کر

یہ مُنہ کو ڈھک ڈھک کے رونا کیسا۔ یہ رُخ کا اشکون سے دھونا کیسا
نہ ہونا تھا جو وہ ہونا کیسا۔ ہین کیون نہ مر جاؤن زہر کھا کر

یہ ریختی سے پری ہے یا گل۔ زبان ہے باجی کہ مست بلبل
سرور مین سنتے ہین بہار سنبل شمیم محسن اُڑا اُڑا کر

طرح صادق الاخبار ریواڑی۔ رکھنا سنبھل سنبھل کے قدم او خیال یار

ہٹے[1] جو ملکین خانۂ دل مین خیال یار — کیا کیا ملول کرتا ہے گوئیان ملال یار
بے مثل و بے نظیر ہے بیگم جمال یار — رشک جمال یار مگر ہے کمال یار
زربفت چاہیے مجھے باجی نہ شال یار — مشتاق دید ہون مجھے بس ہے جمال یار
کیا کیا ہے رشک ہمکو شہیدان ناز پر — ہوتا وصال مین بھی ہے انکو وصال یار
چلتی ہین روز گھر مین نگوڑی کی چھریان — گلتی ہے خوب سوت ہی کی گھر مین دال یار
پھرے سُنا سُنا کے جاتی ہے رنگ وہ — کھاتی امیر جان ہے کیا کیا نہ مال یار
چالین ہماری گھات کی ہمسے اُڑا اُڑا — فقرے ہمین سناتی ہے کیا کیا چھنال یار
کانٹے بچھا دیے ہین چھنالون نے راہ مین — رکھنا سنبھل سنبھل کے قدم او خیال یار
صحبت مین چھلکی والی نگوڑی کی اُف ہُوا — ابتر سا ہوتا جاتا ہے ہر روز حال یار
بانکے سپاہی کالی سے وردی پہن ہین مٹود — کیا خوشنما ہین چہرۂ موزون پہ خال یار

[1] صادق الاخبار ریواڑی مین خاکسار محسن کی اکثر خامہ فرسائی ہوا کرتی تھی اور قریباً ہر ہفتہ ایک نہ ایک ریختی شائع ہوتی تھی۔ اور لطف یہ کہ اسی طرح پر جو ایڈیٹر صاحب کی جانب سے اخبار مین دی جاتی تھی ۱۲ محسن

پھندے مین کس چھنال کی وہ ہین پھنسے ہوے
کھو لو تو واری شیخ جی تم آج فال یار
محسن بکا دردرکھتی ہون کنج مزار مین
مرکربھی گوئیاں جیت نہ چھوٹا خیال یار

سنیے دل مین حسرت کمال گوہر ہون عاشق خستہ حال گوہر
ہوئی ہون غم سے نڈھال گوہر دکھادو گوئیان جمال گوہر
نہ کیون ہو رنج و ملال گوہر لٹا یا دل کا سامال گوہر
اٹھائے سو سو وبال گوہر ہوا نہ لیکن وصال گوہر

حسین بھی ہین جوان بھی ہین۔ جبین پہ شاہی نشان بھی ہین
ادائین بانکی ہین آن بھی ہین۔ ہین واری انکو نہ ٹال گوہر
نہ خاص کمرے مین لائے جاتے۔ کہین تو دم بھر کو چین پاتے
نہ شکوہ کرتے تو زہر کھاتے۔ پڑے ہوے وہ نہال گوہر
بتاتھا سو سو کا حصہ سب مین۔ سے تھے جلتے استاد ساتھ شب مین
یہ نائکہ جی ہین بڑھکے سب مین۔ اڑا ای دو سو کی شال گوہر
دیئے تھے راجہ نے ہاتھی گھوڑے۔ تمہاری قسمت کی جوڑے توڑے
جلین جو دشمن بوا نگوڑے۔ کلیجہ لون گی نکال گوہر

لہ مہاراجہ صاحب دتیاکے ولیعہد بہادر کی شادی کے موقعہ پر بی گوہر جان کلکتہ سے بلائی گئی تھین اور رخصتانہ آپ کو مہاراجہ صاحب کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ نقد، ایک ہاتھی کئی گھوڑے اور رتھین عطا ہوئی تھین۔ اندرون محل سے سنجانب رانی صاحبان بھی ہزار ہا روپیہ کے زیورات وجواہرات عطا ہوے تھے۔ بی گوہر جان کو اپنی تمام عمر مین کبھی ایسی حاتم سخاوت سے سابقہ پڑا تھا۔ لہذا وہ اس گران بہا عطیہ پر جسقدر فخر اور ناز کرتی بجا اور لازم تھا۔ بی عنقا بیگم نے بھی اس خوشی مین کچھ کم حصہ نہین لیا اور جھٹ اپنی گوئیان کو ایک ریختی لکھکو بھیجدی۔ جو بقول راوی گوہر جان نے بھی پسند فرمائی تھی۔ ۱۲ محسن

بلاکے رنڈی کو روک لینگے - نہ کیا کیا پھبتی کی لوگ لینگے
وہ جوگ کیا معنی سوگ لینگے - بڑی ہے بیگم چھنال گوہر

اگر مصاحب پڑھا نہ دیتے لگا نہ دیتے - بجھا نہ دیتے
وہ اُلٹی گنگا بہا نہ دیتے - کھلا کے رنڈی کو مال گوہر

موی نے پہلے کیا تھا ڈپٹی - جو چھوٹا ڈپٹی تو جج سے پلٹی
کسی سے چپٹی کسی سے جھپٹی - بُرا ہے نیلم کا حال گوہر

بلائی بھڑوے نے پھر وہ رنڈی - زمانے بھر کا موا ہے ڈنڈی
مین جانتی گر کہ ہے پھنڈی - نہ رکھتی ڈاڑھی مین بال گوہر

اُڑا کر اُڑا کر شراب جن کو - جگا جگا کر نگوڑے جن کو
دکھائے شب کے سمان جو دن کو - ہوئی مین قائل کمال گوہر

سخن کی دُلہن بہار پر ہے - بہار مضمون اُبھار پر ہے
کلام محسن نکھار پر ہے - غزل کی حسرت نکال گوہر

برطرح مشاعرہ علیگڈھ[1] - رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہوکر

ناچنا رنڈیون کے سامنے ننگا ہوکر	زیب دیتا نہین مرشد کو یہ آقا ہوکر
جائیگا شیخ نگوڑا یُوا سیدھا ہوکر	شوخیان کرتا ہے مجھسے بُوا گُدنا ہوکر
کری مغلانی کی بھی چھوکری سوا ہوکر	باز آتا نہین دولہ میرا بوڑھا ہوکر
یہ رسیلا یہ رنگیلا - یہ چھبیلا ہوکر	ٹھلکی والی پہ موا مرتا ہے مرزا ہوکر

[1] علیگڈھ کے چلبلے نوجوانون کا مشاعرہ بزرگان فن کا اجتماع - ظریفون اور دل لگی بازون کا ہجوم غرض سب کے اخیر مین یہ بھبتی پڑھی گئی تھی - جسنے محفل کا رنگ ہی بدل دیا - اسکے آگے ہم کچھ نہ کہینگے - ۱۲ محسن

جب سے کنجڑن کو کیا شیخ نے شیدا ہو کر
رہ گیا سوکھ کے امچور کا چھلکا ہو کر

جا کے ابو بابا کہو اُس بُت بیدرد سے تم
جانا کاشانۂ لونڈی سے خدارا ہو کر

رات گلفام نے شیشے میں اُتاری ایسی
آ گئی سبز پری قاف سے مینا ہو کر

باجی سے منہ تو لگا یا تو گھوڑا کھسکا
تو جو نکلے کوئی یوں بزم سے ہلکا ہو کر

یہی رونا ہے کہ خط بھی نہیں آیا آپا
اور بھی دن گئے دو چار مہینا ہو کر

باجی صاحب ہو گلستان میں تمنا ہو گلاب
آپ کے جسم سے ٹپکے وہ پسینا ہو کر

یار نے دی مجھے چلتی ہوئی چاندی کی گھڑی
آ گیا چال میں چلتا ہوا پرزا ہو کر

داغ لالہ جی نہیں دیتے یہ کیا کیا مجکو
رشکِ گل گال تمہارے گل لالا ہو کر

ہم تو جوبن کا کل پچھان میں خمیدہ خود ہی
کیا کریگا کوئی بانکا مرا اٹھیرما ہو کر

صحبتِ دخترِ رز میں جو موسے نے چھیڑا
گر پڑی گوہری مخمور سی گویا ہو کر

ہمسہ ہیں جور و ستم اور چھنالوں پہ کرم
حیف صد حیف کہ کیا ہو گئے تم کیا ہو کر

دیکھتے ہی ہوا بیتابی دل کی حالت
اُنکی تصویر بھی مونس ہوئی گویا ہو کر

کیا کہوں کوکلا بیگم کی کہانی گوئیاں
پڑ گئی زاغ کے بس میں موئی عنقا ہو کر

بیکلی دور ہوا سے قبلۂ عالم جو کرو
کچھ علاجِ دلِ بیمار مسیحا ہو کر

نہ کیا سی ہوا چھوڑو نگی نہ اودا چھوڑوں
کیا کریگا وہ مرا نیلگوں پیلا ہو کر

کچھ نہیں شاعرِ گستاخ سے امید وفا
لگتا محسن ہے مجھے زہر کی پڑیا ہو کر

طرح مشاعرہ علیگڑھ[1] — اے جنوں ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھ کر

[1] شاعران شیریں طبع علیگڑھ کو رسے کی ردیف کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا یہ مشاعرہ بھی رسے کی ردیف میں منعقد ہوا تھا اور بزم مشاعرہ بزم اندر کا سماں دکھا رہی تھی (محسن)

جون کلی وہ کھل گئین بخت سکندر دیکھکر
آپ کی تصویر کو آئین نہ اندر دیکھکر

ساری باہر والیان آئین نہ اندر دیکھکر
آئینہ خانے مین مجکوا سے سکندر دیکھکر

پھولے پھولے پر کا پنچھی شاخ گل پر دیکھکر
نامہ لایا ہوگا بن سبھی کبوتر دیکھکر

خاطر حسن گل تر آگے جانا ہے عبث
جانب بابیا ہوا گل ہاے بکسر دیکھکر

کیا کہون کیون ہوگئی مین کشتۂ تیر نگاہ
رحم کی خو آپ مین مہر منور دیکھکر

ہمنے جانا آگئین ہمجولی پردہ نشین
سرسے پاتک زیر چادر تمکو گوہر دیکھکر

یا کلائی دیکھتے تھے یا دُلائی اوڑھ لی
پاؤن پھیلانے لگے تیار بستر دیکھکر

روٹی کپڑے کو بھی اب بیگم ہوا محتاج ہے
آگئی تھی چال مین ڈپٹی کلکٹر دیکھکر

ہنستی تھی یا کہ رخ مین دیکھکر بت ہوگئی
آپ کو مندر کے اندر شام سندر دیکھکر

اس طرح باجی نہ مانون ہیبت اپنی آنکھ سے
لونڈی میتانے مین آئی انکو اکثر دیکھکر

کیا کہون کیا کیا نہ سمجھے آج لینے کے لیے
وہ سنہری گوٹ والی اودی چادر دیکھکر

روٹی کپڑا دو اسے گھر مین بھی رکھو سوتا کو
اب کہان جائے نگوڑی آپ کا در دیکھکر

اسکو رکھا اسکو چھوڑا ہے نگوڑا بیوفا
چھوٹتے ہی اور کرلی مجھ سے بہتر دیکھکر

میری عنقا کا ہے باجی وہ کلام دلربا
مست ہو ہو جاتے ہین جب اسکو سخنور دیکھکر

پر طرح - ذہی جو لے گئے تشریف جانب کشمیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) منعقد ہوا تھا - اور بزم مشاعرہ بزم اندر کا سمان دکھا رہی تھی - محسن

سله ایسا ہی این ڈبلو - اور بکسرا ہی آئی ریلوے پر بمقابل سب دریاو زیر آبین اور جے دریاو زیر مقامات ہین خاکسار مصنف کو بدولت ریلوے ملازمت وہانکی سینریون کے دیکھنے کا موقعہ حاصل ہوا ہی - محسن

سله مصنف کی خطبزاد ریختی ہے ۱۲ محسن

کہان کا جوش نگوڑی ہوس ہے دامنگیر
دکھاتے ہین وہ عبث شوق پیری بے پیر

بہار آئی ہے فصد رگ کی کرو تدبیر
دکھا دو ہمکو بھی سرکار گلشن کشمیر

مجال کیا کہ حشم و پیچ سے ہوا نکلے
پڑی ہے شیخ کے پاؤن مین لت کی زنجیر

مصاحب انکو بناتے ہین قبلہ جو ہو وہ
ہے بے نظیر نہین ہے نظیر جان کی نظیر

فدائے کسبی بدکاری بلا جانے
کہ گھر کی بارہ دری مین ہے رشک حور اسیر

کبھی تو بندی سے مل جُل کے آنکھین چار کرو
نہ چار آنکھون مین اسکو کرو ذلیل و حقیر

نگھاڑی آتے ہی وہ گر پڑے سنبھل نہ سکے
خطا ہے خواب ہے گوئیان کسیکی کیا تقصیر

ہماری جائے بلا بھڑوے فو تو گر کے گئے
اُتاری دل نے تصور مین یار کی تصویر

ہین ہاتھ جوڑتی ہون ہان جاؤ چھوڑ دو ہاتھ
نہ دیکھ لے کہین وہ دنا ٹکہ نگوڑی شریر

کسی کی دست درازی سے ہوگئی باچی
خمیدہ کاکل پیچان کی مانگ کی تحریر

تمھارے ہی رُخ روشن کے رعب سے دُلہن
ستارے جھڑ گئے افشان کے ہوکے بے توقیر

ہین خط کی سرخی[سلہ] مین بھی ای کو اہمین بیرنگ
نگوڑی سوت کو آتی ہے نت نئی تحریر

تمھارے ساتھ ہمارے عدو ہوا کھائین
یہ بہکی بہکی ہین باتین کہ ہوش کی تقریر

بُجھاتے ایک ہین دوسری لگاتے ہین
وہ منہ لگے ہین نگوڑے مصاحبان مُشیر

بھڑوے نگی طاق کراؤن گی رتجگا بیگم
جو آئے خیر سے گھر مین وہ محسن دلگیر

ردیف ڑ

سلہ خط کے لیے بیرنگ کیسا بامزہ و بارنگ واقع ہوا ہے اور کس طرح سرخی کو سفیدی ظاہر کر رہا ہے اسکا لطف باریک بینان سخن کے سوا دوسرا کب اُٹھا سکتا ہے ۱۲ محسن

طرح - بدنام جیسے ہوگئیں اب انکا در نہ چھوڑ

بیگم خدارا امان لے مرزا کا گھر نہ چھوڑ
مانا بُرا ہے راحت بیجا وہ بد نہ چھوڑ

بیٹھے بٹھائے مفت کا دامن تو شر نہ چھوڑ
بدنام جیسے ہوگئیں اب انکا در نہ چھوڑ

بس خیر اس میں ہے کہ نکلوا دو سوت کو
گھر میں ہمارے آ کے وہ در در نہ چھوڑ

شیشے میں بند کرتے ہیں صیاد پھانس کر
کہنا بھی مان دیکھ پری بال و پر نہ چھوڑ

کیونکر نگوڑی کہتی تھی لونڈا غریب ہے
سہلا دے جانا سوت کی سدھ بدھ کی سیج نہ چھوڑ

میخوار پر بھی صورت شیخ ہے ٹیپ میاں
بے تر کیے تو زاہد کو اے ابر تر نہ چھوڑ

کہتا ہے کون شیخ کے گھر میں تو پڑ نہیں
کرنے تو شوق سے جو اتو ہر گز نہ چھوڑ

کالے کی بات ہو تو میں گیسو پہ وار دوں
ہیں گورے چٹے بازی انھیں جو انکو نہ چھوڑ

کیا ڈر ہے فیض پانے کو درگاہ پہ گئیں
اے شیخ اپنی بیاہتا اس بات پر نہ چھوڑ

کر بھی لے نانی جانی کی خاطر نواب کو
بیٹی تو خالہ اماں کی خاطر سے نہ چھوڑ

ڈر مہر آنکھ ناک سے اب پیر ہو گیا
کر کر تی چپلانی کو تو رب سے ڈر نہ چھوڑ

بے پھل لگی جب تلک وہ نگوڑی تو کل نہ تھی
اب لا دو بیری ہو گئی ہے بانجھ نہ چھوڑ

عاشق رسول کی ہوں مدینہ سوال ہے
تو ہند میں غریب کو اے داد گر نہ چھوڑ

کسبی نگوڑی اور بہو بیٹیوں کے بیچ
رکھ دور دور جا کے بلا سے اگر نہ چھوڑ

پتلا ہے گو بیان نازکا محرم ہے راز کا
محسن کو بھول کر بھی تو رشک قمر نہ چھوڑ

---

[1] مہ جبینان لکھنؤ کے خفیہ مشاعروں میں ایک مرتبہ یہ طرح ہوئی تھی - بدنام جیسے ہوگئیں اب انکا در نہ چھوڑ - چھٹا بیگم نے خوب داد سخن دی اور یہ ریختی اُس بزم دلربا کی یادگار ہے - ۱۲ محسن

ردیف ز[1]

بطرح ظفر مرحوم۔ کرنے خوشی سے حرف حکایات چند روز

آیا کبھی وہ پھر ملاقات چند روز — پر ہائے کہ نہ ہو سکی بات چند روز
کیا کیا ہوئیں نہ انکی عنایات چند روز — کی جنسے ہم نے ترک ملاقات چند روز
فصل بہار کی بھی ہی اوقات چند روز — بلبل نہ پھول ہے یہ کرامات چند روز
ایسا رچھایا بزم میں نواب کو ہوا — کرتے رہے یہاں کی حکایات چند روز
ممکن نہیں کہ سوت کا جھگڑا اٹھے کہیں — ٹل جائے اپنے سر سے وہ آفات چند روز
ہر چند ہو گیا موا قائم ہزار میں — باز آیا اس پہ بھی نہ وہ بدذات چند روز
شکر خدا کہ ایک بھی بھاری پڑی نہیں — لاتے تھے چار چار جو بہات چند روز
مطلب یہ تھا کہ جال میں آجائے چھوکری — بجھی نہ بات کی نہ ہوا اپنی گھات چند روز
ساون ہے جھولے ڈال کے گاؤ سہیلیو — دو دن کا ابر ہے ا رہی برسات چند روز
ہی چار دن کی زندگی۔ یہ بات پھر کہاں — کر لو بوا جی حرف و حکایات چند روز
دیکھیں وفا کا جی میں ہے یا متاع میں — لیں امتحان قبلۂ حاجات چند روز

عنقا تمہاری آگئیں محسن سرور میں
اب تم بھی کردو بزم کو برخاست چند روز

ردیف س[2]

[1] و [2] لکھنؤ کا شہر سراپا ناز و ادا ہی۔ اور خود یہانکے رہنے والونکو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہان کیا ہو رہا ہی۔ سب اپنے اپنے رنگ میں مست۔ اپنے اپنے اشتیاق میں مسرور۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کو جوہر طبع دکھانے میں مصروف ہیں۔ سب نے اپنی اپنی الگ ٹولیاں قائم کر رکھی ہیں سب کے راز اور مقاصد علحدہ ہیں۔ ایک جماعت دوسری کی معاملات میں ہرگز دخل در معقولات نہیں ہوتی اور پرائی بھٹی میں پاؤں ڈالنا گناہ سمجھتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ یہان ہر روز عید اور ہر رات شب برات ہی۔ یہ دونوں بحثیان انھیں جلسونکو شعر دوسی ترقی میں ملی ہیں

طرح۔ نہ دیدہ دانستہ کہدو آئین ہمارے گیسو کے مار کے بس
پڑے نگوڑی چمار کے بس۔ کمہار کے بس۔ کہار کے بس
بجائے واحد ہزار کے بس۔ مگر نہ ہرجائی یار کے بس
جو انکو گوہر لگی نہ ہوتی۔ ہین گوئیان کیون ذرا شک کھوتی
کبھی نہ یون پھوٹ پھوٹ روتی۔ اگر ہین ہوتی چمار کے بس
نہ رُخ کی سرحد مین آپ جائین۔ نہ مار کالون کی آپ کھائین
نہ دیدہ دانستہ آپ آئین۔ ہمارے گیسو کے مار کے بس
اُڑی یہ جا جا کے دس مین بیگم۔ مرینگے کی ہوس ہین بیگم
نہین نشہ اُنکے بس مین بیگم۔ وہ ہین نگوڑے خمار کے بس
تھے پہلے بھی کچھ ضعیف قبلہ۔ ہوئے سوا اب نحیف قبلہ
ہو وین کیونکر خفیف قبلہ۔ پڑین اگر چار چار کے بس
ہوا تھا گوہر سے پھر جھڑاکا۔ ہے تمام بار ابڑی لڑاکا
کوئی نہ بندہ ہوا خدا کا۔ ہوا ایسی بے شرم نار کے بس
ہون نوج عیار یار ایسے۔ نگوڑے بھک منگے شیخ جیسے
نہ نکلے ڈولی کے چار پیسے۔ پڑی ظہورن کہار کے بس
نہ آئی چمپا کلی نہ بالا۔ ہے کب سے چمپت نگوڑا لالہ
ہمارا زیور کھٹائی[1] ڈالا۔ ہو نوج کوئی سنار کے بس
کہو ہے کن مین شمار بیگم۔ بلائے جان ہے بہار بیگم

---

[1] زیور کھٹائی مین ڈالنے سے صاف ہوتا ہے مگر یہان اسکے برعکس معنی ہین ۱۲ محسن

ہین شانہ آئینہ یار بیگم - ہے مانگ چوٹی سنگار کے بس

فدا جو ہم اُس سوار پر ہین - تو خالہ وہ کب قرار پر ہین

فدا وہ پھولون کے ہار پر ہین - ہین ریش انور کے خار کے بس

ہے عنقا بیگم حیا کی بندی - ہو اُسپہ محسن بلا کی بندی

ہو نوج کوئی خدا کی بندی - تمھارے جیسے نگار کے بس

ردیف ش

لگی ہے تن کے چمن مین باجی یہ کس شمعرو کی پیاری آتش[1]

وہ سُلگی رہ رہ کے ہجر کی شب بجی مین ساری کی ساری آتش

وہ اُٹھتا جوبن چڑھی جوانی - ہوئی وہ مستانی اور دوانی

بلا کے جوشون پہ ہے بیٹھانی غضب کی رکھتی ہے ناری آتش

ہزار پانی پڑے جو اُسپر - وہ ہوتی جائے گی تیز اور تر

بجھائے کسبی نگوڑی آکر - تمھاری آتش - تمھاری آتش

ہے دل مین اس درجہ خنکی گوئیان کسی نے کی لاکھ گرمی گوئیان

نہ سُلگی گوئیان نہ سُلگی گوئیان - ہماری آتش - ہماری آتش

چڑھی حرارت جو کھا کے انڈے - بلا یا کسبی کو کر کے گنڈے

لگا کے تن من ہوے جو ٹھنڈے تو مرزا جی کی سدھاری آتش

بہت ہی رکھا چھپا کے دل کو - بچا کے دل کو - بچا کے دل کو

[1] بی عنقا بیگم صاحبہ تخلص یہ عنقا کی آتش بیانی اور دلسوزی کی داستان ہے جس سے سراسر شعلے اور شرارے ٹپک رہے ہین - کب - کہان اور کس موقعہ پر یہ آگ لگی تھی - اسکا حال عنقا اور اُسکے علیسونکے سوا اور کوئی نہین جانتا ۱۲ محسن

لگاکے دل کو۔ لگاکے دل کو۔ نہ گھر مین گوئیان لگاری آتش
ہے دل کی حسرت بھی آگ گو ہر۔ سُلگتی رہتی ہے دل کے اندر
بھڑکنا اسکا نہین ہے بہتر۔ بجھاری آتش۔ بجھاری آتش
ہے عنقا بیگم غبار دل مین نگوڑا کیا کیا بخار دل مین
ہے رشک برق و شرار دل مین۔ یہ آہ اپنی دولاری آتش

ردیف ص

وہ کرتے خاک ہین مجھ دلفگار سے اخلاص[1]	ہوا وہ ہوتے ہین کچھ اور پیار سے اخلاص
برائی کیا ہے جو بیگم نے سیر کو چاہا	ہمیشہ یار ہی کرتے ہین یار سے اخلاص
ملین خلوص دلی سے اگر ہمین باجی	بلا سے کرتے پھرین وہ ہزار سے اخلاص
مگر نہ تم سے ہو صاحب کہ تم ہو چکنے گھڑے	ہزار درجہ ہے بہتر کمہار سے اخلاص
لنڈھا۔ لنڈھاکے جو لیٹے تو پھر نہ لی کروٹ	شراب سے انھین الفت خمار سے اخلاص
خزان مین کوستی ہے اُسکی جان کو بلبل	ہے چار دن کا نگوڑی بہار سے اخلاص
جھنجھی ہین موے دین جو چار۔ چار کو دل	ہے بہنا ایک سے مشکل ہے چار سے اخلاص
نہ چومتے میان گھنٹون بوا جی بلبل وار	اگر نہ رکھتے وہ پھولونکے ہار سے اخلاص

گئی نہ عنقا بوا۔ اُف کدورت محسن
نگوڑا رکھتا ہے لیکن غبار سے اخلاص

ردیف ض

طرح۔ آئے موے پلید کو ایسی قضا کو کیا غرض

[1] مصنف کی طبعزاد ریختی ہے اور لکھنؤ مین تصنیف ہوئی تھی۔ کب اور کس موقعہ پر یہ پتہ پوچھیے۔ ۱۲ محسن

آئے جو تار موت کے ماتم ﷺ کو کیا غرض
جاؤ ن جو گھر مین موت کے میری بلا کو کیا غرض

بندی ہوئی علیل ہے۔ خرچ رہا قلیل ہے
یار موا بخیل ہے۔ اُسکی بلا کو کیا غرض

شکوہ نہین رقیب کا۔ لکھا تھا و نصیب کا
مونس جو ہو غریب کا۔ ماہ لقا کو کیا غرض

جوڑا نہ بھیجا عید کو۔ دیکھ لیا یزید کو
آئے موئے پلید کو۔ ایسی قضا کو کیا غرض

بادۂ تند خو بھی ہو۔ ساقی بھی ہو سبو بھی ہو
دامن مشکبو بھی ہو۔ بادِ صبا کو کیا غرض

میرے وہ حال زار کی۔ کردے خبر جو یار کی
لائے خبر وہ یار کی۔ ایسی ہوا کو کیا غرض

محسن خوش کلام ہے شاعرونکا غلام ہے
عنقا پری سے رام ہے۔ اُسکی بلا کو کیا غرض

ردیف ط

بہارِ جانفزا ہے یار کا خط
بنا تارِ نظر رخسار کا خط

ہوا پارہ دلِ خود کار کا خط
نہ آیا پر بُوا خونخوار کا خط

سرور آرا نہین رخسار کا خط
پڑھا جاتا نہین میخوار کا خط

کسی کٹنی کی بدکاری کا شر ہے
شرارت سے ہے پُر بدکار کا خط

بہا دل خون ہو ہو کر نہ آیا
مہینا ہو گیا سرکار کا خط

بگاڑا نقش الفت بدگہر نے
دکھا کر گوہر مردار کا خط

ہوا صد حیف ہے پیارے نے مجھکو
نہ لکھا ایک دن بھی پیار کا خط

ہو خوشخبری تجھے اے بلبلِ دل
صبا لائی گُل گلزار کا خط

لہ تمام مشاعرون کی اور ایک کمسن شوخ و شنگ کی روح روان ہے جسنے اسکو اسقدر خوش الحانی سے
دو زنیا تھا کہ سیان تان سین کی روح بھی اتر ابحث کرتی ہوگی - ۱۲ محسن

بتادیتے ہین سرخی دیکھکر ہم
کہ ہے کیسی بدکار کا خط

اُڑا یا تیر سا شوق نظر نے
کسی کے طالب دیدار کا خط

چڑھا بیگم کو ایسا پیار کا جن
گری وہ دیکھتے ہی یار کا خط

ہوا انکار ہین اقرار کیسا
خط تقدیر[1] ہے انکار کا خط

دکھائی کیون نہ بیگم سبکو باجی
جو ہوتا طالع بیدار کا خط

ابھی شکوہ نہ کر پائی تھی عنقا
کہ لایا ڈاکیہ سرکار کا خط

ردیف ظ

مصرع طرح - کرینگے آپ وہ مشکل کشا دعا کا لحاظ

کریگا خاک موا بیوفا - وفا کا لحاظ
نہ بوڑھی امان کی جسکو ہوا التجا[2] کا لحاظ

نہ جس بشر کے ہو دل مین بو اخدا کا لحاظ
کریگا خاک نگوڑا انکا حیا کا لحاظ

کوئی تو بات سنے وہ لہ مین شرم کی باجی
جو کرتے رات کو دُلہن سے ہین بلا کا لحاظ

بناؤ تم بھلی موے کو بگاڑ کر بیگم
کرو نہ کچھ بت شرم - بے حیا کا لحاظ

نہ ڈالون خاک موے پر تو کیا کرون باجی
کیا نہ خاک نگوڑے نے خاکپا کا لحاظ

کریگا خاک موا آنکھ اور ناک کی شرم
نہ جسکی آنکھ مین مطلق ہو ماشما کا لحاظ

وفا کی خاک ہو امید اُس ستمگر سے
کہ جسکی خاک مین مخلوط ہو جفا کا لحاظ

[1] خط انکار کو خط تقدیر ثابت کرنا عنقا ہی کا کام ہے - ۱۲ [2] التجا کا لحاظ غور طلب ہے - ۱۲ محسن

نوٹ جن خاص ریختیون کی جاے تصنیف یا مزید کیفیت حاشیون مین درج نہ ہوا انکو لکھنؤ کے اُن پراویٹ و پُر اسرار مشاعرون کی جان سمجھنا چاہیے جنکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین - آیندہ ہم لکھنؤ کی ہلاکی پھبتی کی پوری داستان بیان کرنے سے معذور ہین - جسکے لیے علٰحدہ کتاب کی ضرورت ہے - ۱۲ محسن

نہ چھوڑو دامن شیر خدا بو اخفقا
کرینگے آپ وہ مشکل کشا۔ دعا کا لحاظ

ایضاً طرح۔ اس بات کا لحاظ نہ اُس بات کا لحاظ

رنڈی نگوڑی کی ہے فقط گھات کا لحاظ
دن کا لحاظ ہے نہ اُنھین رات کا لحاظ

ہین چلتے پرزے کرتے ہین بات بات کا لحاظ
حرکات کی بھی فکر ہے سکنات کا لحاظ

ادنی باجی کوئی نوج کرے ایسے فعل کو
تعویذ۔ گنڈے۔ سحر و کرامات کا لحاظ

پینے مین فصل گل کی رعایت بھی ہو تو ہوا
ٹھنڈی ہوا کا۔ موسم برسات کا لحاظ

حاجت روائی کرتے ہی کیسی ہوئی روٹ
رکھا روا نہ قبلۂ حاجات کا لحاظ

کہتا ہے کون آپ ستاعی نہ لائیے
پر ہو حضور سب ہے مساوات کا لحاظ

مانا کہ پردہ دوائی سے کچھ بات ہی نہین
کیون بات بات پر ہو مسامات کا لحاظ

کرلو صفائی باجی کہ وہ لہ ہین بے خطا
کرتے نہین عدو کی روایات کا لحاظ

افسوس تو یہی ہے کہ عنقا ہوا نہین
محسن نگوڑے مارے کو کچھ بات کا لحاظ

ردیف ع

پھر باجی جان بھڑوے نے جھگڑا کیا شروع
مین چاہتی تھی ختم ہو۔ اُلٹا ہوا شروع

حُسنِ شباب یار کا پھٹنا ہوا شروع
گویان غضب کہ ہو گیا فتنہ نیا شروع

لہ ضرور کرینگے۔ ۱۲ سلہ حرکات کی فکر اور سکنات کا لحاظ عنقا کی ایجاد ہے۔ اگر غور فرمایئے تو دریا ایک چھوٹے سے کوزے مین دکھائی دیگا۔ ۱۲ سلہ روا نے بروائی مین جان وال دی ہے۔ اسپر قبلہ حاجات کا لحاظ۔ سخت یاس ظاہر کر رہا ہے جسکے لیے قبلۂ عالم قابل ہمدردی ہین ۱۲ محسن

انکو یہ خبط مجھ سے ہو آغازِ داستان
مین اس خیال مین کہ کرین دلربا[۱] شروع

مانا کہ ہمنے سوت کو کروا دیا حقیر
یہ تو بتاؤ کسنے یہ جھگڑا کیا شروع

دولہ کی تاک جھانک نے بیگم جھکا دیا
جاجا کے چوک کر دیا پھر جھانکنا شروع

انجام جب بخیر ہو تب جانون خیر ہے
دہلا رہے ہے دل کو موئی بات کا شروع

ہمکو نہ چھیڑو کہدیا رو رو کے ورنہ ہم
کردین گے دو نہ یاد رہے کوسنا شروع

پھر شیخ جی نے پاؤن نکالے ہین پیٹ سے[۲]
پھر وہ شرارتین موا کرنے لگا شروع

کیا جانئے آگے چل کے وہ بھڑوا کریگا کیا
اچھا نہین نگوڑے کا جب ہی ہوا شروع

کیونکہ نہ نورِ حسن سے ہو چودھوین کا چاند
دُلہن کا چودھوان ہوا۔ نامِ خدا شروع

محسن نہین وہ فتنۂ خوابیدہ ہے بُوا
مجھکو یہ ڈر ہے حشر نہ کردے موا شروع

ردیف غ

مصرع طرح ظفر مرحوم۔ چاہیے نے شمع مجکو نے سرِ مدفن چراغ

جانۂ دل مین کیا ہے عشق سے نہ روشن چراغ
چاہیے نے شمع مجکو نے سرِ مدفن چراغ

گرمیٔ جوشِ ستم نے کر دیا تن مین چراغ
بنگیا ہر ایک گویان رشتۂ دامن چراغ

بس اسی غم مین ہمارا کنجِ دل تاریک ہے
وہ نہین بھڑوا جلانے کا سرِ مدفن چراغ

[۱] یعنی دلربا داستان شروع کرین۔۱۲ [۲] پاؤن پیٹ سے نکالنا شوخی بیجا کا مترادف ہے۔۱۲ محسن

دولہ بھائی گر پڑین۔ ٹھوکر لگے یا چوٹ آئے
کیون نہین رکھتی ہو دُلہن تم پسِ چلمن چراغ

گل پڑے ہین دم نہین دمساز بھی سُلفہ ہوے
آج گل ہین شام ہی سے کیون بُوا ساقن چراغ

پہنے جو ایسیلے پن سے رات اُسنے ہار۔ پھول
گوہرِ شبنم سے گل کا بنگیا جوبن چراغ

کیون ہے اس دھگڑے کی باتون پر اری جل جل مرون
تیل تو گھر مین نہین اور کہتا ہے کر[1]زن چراغ

بدمزہ کیونکر نہ ہو چکنائی سالن مین نہین
کیجے تو کیونکر جلائے بندی سیے روغن چراغ

کر کے ترکون سے تجارت بنگئی کان گھر
روغنِ اسلام سے ہے دولت جرمن چراغ

بدگمانی دیکھنا مین جو گئی بیت الخلا
پیچھے پیچھے آگیا لیکر موا بدظن چراغ

آج وہ ہیرے کے تکمے جب لگائے آپ نے
بنگئی نواب صاحب ہو بہو اچکن چراغ

نوج ہو عیار ایسا دن دھاڑے لوٹ ہے

---

[1] کر۔زن چراغ۔ اور کرزن چراغ کیا اچھا واقع ہوا ہے۔ یہ ریختی لارڈ کرزن صاحب کے زمانہ مین جب وہ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے تصنیف ہوئی تھی۔ ۱۲ محسن

دل چُرا[۱] لیتا ہے رکھکر ہاتھ پر پُرفن چراغ
تمنے جب ڈالے گھر اُسمین شب تاریک مین
بنگیا محسن ہمارا گوشۂ دامن چراغ

ردیف ف

برطرح سوز مرحوم - زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف

جسقدر کوشش ہوئی سب ہوگئی بیکار حیف — یار سے مطلق نہ چھوٹی کسبی بدکار حیف
اُفّ[۲] یہ ساون کی جھڑی یہ بادۂ گلنار حیف — ساتھ پی پی کر نہ جھولین آج بھی سرکار حیف
ایک کو نوکر رکھایا - ایک کو چُھٹوا دیا — ہین مصاحب اُنکے گُنڈے مُنھ لگے مردار حیف
ایسے بے سُر ہوگئے اُستاد جی گت بنگئی — سامنے رنڈی کے وہ ہو ہو گئے بے تار حیف
بیسوا کے گھر اُڑا دی گھر کی پچھوائی ہوئی — کردیا کسبی نگوڑی نے اُنھین میخوار حیف
تلخ کردی زندگی - راحت گئی وحشت بڑھی — جیتے جی ہے موت ہمکو سوت کا آزار حیف
کیا بُرائی ہے اگر گوہر[۳] پوا رکھ لو اُنھین — کب سے پھرتے ہین نگوڑے شیخ جی بیکار حیف
زرد کیون پڑ پڑ نہ جاؤن دیکھ سوکن نے اُنھین — وہ کپاسی رنگ والی ریشمی دستار حیف

ہم بسر کرتے ہین عنقا جنکے سایہ کے تلے
کیون نہین سنتے ہماری وہ علم بردار حیف

[۱] چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد - اس مضمونکو عنقا بیگم نے شعر ہذا مین کس خوبصورتی کے ساتھ ادا کیا ہے - ۱۲ محسن
[۲] ایسے اشعار جنمین بادۂ گلنار یا حریفان میخوار یا ساقی سرشار کا مضمون ہو - ہمیشہ شاہدان بازاری سے منسوب کرنا چاہیے - ۱۲ محسن
[۳] کلکتے والی گوہر - لکھنؤ والی گوہر - بریلی والی گوہر - بنارس والی گوہر الغرض آجکل ہر شہر مین وہ تین گوہر جانین موجود ہین - جو ہمارے گھر ہاے آبدار لٹا رہی ہین - مصنف کا روئے سخن کسی خاص گوہر جان کی طرف نہین - ۱۲ محسن

ردیف ق

طرح - کیون رقیبون مین نہ جائے تیرا کٹ عاشق

ہے تمنا کہ پکڑ کر تیری چوکھٹ عاشق
درد دل آج سنائے تمہین رٹ رٹ عاشق

اچھی ہوتی نہین ہر وقت لگاوٹ عاشق
پردۂ عشق نہ جائے کہین پھٹ وٹ عاشق

موہنی ہے تری صورت مین سراسر بیگم
گھورتے ہین تمھین کر کر کے سجاوٹ عاشق

کیون تعجب ہو۔ ادی چھوڑ رہی سی دُلہن
کسبیو تسے موے کرتے ہین لگاوٹ عاشق

آئینہ خانے مین آجاتے ہین کس شوق کیساتھ
پاتے ہی شانۂ و آئینہ کی آہٹ عاشق

لے اجل تو ہی بتا گر شب فرقت آئے
چین پائین کسی پہلو۔ کسی کروٹ عاشق

ہے رنگیلی تیرا جوڑھا میان اللہ کی عطا
پہلے منہ کا خمیدہ ہوا کھوسٹ عاشق

اپنی خواہش موے کر لیتے ہین ہر سو پوری
کھول لیتے ہین کسی طرز سے گھونگھٹ عاشق

دیکھو ہٹ دھرمی تو اُنکی نہ ہٹے پر نہ ہٹے
ہوا ہر چند مین رٹتی رہی ہٹ ہٹ عاشق

کہنا دُلہن کا میان مان لو چھوڑو کسبی
اپنے معشوق سے اچھی نہین کٹ پٹ عاشق

مست کر کر دیا جو زلف معنبر نے اُنھین
رات بھر چوما کیے کھول کے لٹ لٹ عاشق

موے بہروپیے ہین رنگ بدلتے ہین نئے
باجی واللہ کہ ہین ہو بہو گرگٹ عاشق

چاندنی شب مین اُڑائین گل و گجرونکی بہار
کہد و بچھوائین لب بام چھپرکھٹ عاشق

تم سر بزم اگر پیچ لڑاؤ بیگم
کیون رقیبون مین نہ جائے ہوا کٹ[ل] عاشق

اب تو بگمن ہوا کر دو موے کا دوہرہ وبال
بنگیا بال کی صورت تیرا گھٹ گھٹ عاشق

ل کٹ جانا یا کٹ کٹ جانا جھینپنے یا شرمندہ ہونے کو کہتے ہین۔ پیچ لڑانے کی حالت مین بھی ایک طرف کو کٹ جانا پڑتا ہے ۱۲ محسن

نام محسن ہے بوا عرف ہی عنقا بیگم
ہے نئی طرز کا چلتا ہوا منہ پھٹ عاشق

ردیف ک

ہر طرح جانصاحب کے حوم ۔ رہیگی دولہ سے روز صحبت کریگی دلہن حجاب کب تک
چمن مین جا جا کے رنڈیون کو پلاؤ گے یون شراب کب تک
کباب کھا کھا کے سوت[1] کے تم کرو گے ہمکو کباب کب تک
ابھی وہ بالا نہ لاؤ گے تم ۔ یہ ٹالا کب تک بتاؤ گے تم
کبھی تو کمرے پہ آؤ گے تم ۔ کرو گے لالہ حجاب کب تک
موئے نے میری نہ ایک مانی ۔ وہی ہے گوہر پہ مہربانی
خدا ہی جانے کہ چھپہ جانی ۔ رہیگا اب یہ عتاب کب تک
ہوئی عدم کی بوا تیاری ۔ یہ صاف کہتی ہے بیقراری
کرون کہانتک مین آہ و زاری وہ لکھین خط کا جواب کب تک
ہوئی ہو رُسدن سے اُنکو نفرت ۔ بڑھائی رنڈی سے جب سے الفت
یہی ہے گوئیان مجھے بھی حیرت ۔ رہونگی زیر عتاب کب تک
ظہور پیری کریگی صاحب ۔ کوئی نہ یون پھر مرے گی صاحب
جوانی کب تک رہیگی صاحب ۔ رہیگا دور شباب کب تک
وہ سبزی منڈی مین ہے جو رنڈی ۔ موئی کو دیدی ہے سوکی ہنڈی
رقم ہو سوکی یون جو ٹھنڈی ۔ چلے گا گھر کا حساب کب تک

[1] سوت کے کباب کھانا غور طلب مضمون ہے ۔ ۱۲ محسن

موا نشہ مین یہ بیخبر ہے۔ ہین پاؤن پٹی پہ نیچے سر ہے
نہ روئی کپڑا نہ گھر نہ در ہے۔ پھرو ن مین در در خراب کب تک
اسی سے گھُل گھُل گئی ہے بیگم۔ ہے یہنی سی جاننا کوہ سا غم
نگوڑی کسبی پہ قبلہ عالم۔ رہینگے شیدا جناب کب تک
ہین شہرے باجی ہماری گت کے۔ جگت شرارت چکت چپت کے
یہ راگ سُن سُن نئی گھڑت کے۔ نہ لینگے کروٹ نواب کب تک
لگا کے پھولو نہ جنگلہ دولہ۔ کوئی بنا سلے (۱) نہ کنگلہ دولہ
ہے نقش بر آب بنگلہ دولہ۔ رہے گا مثل حباب کب تک
اُتار سر سے کلاہ تیری۔ پڑھین جو آلِ نبیؐ کی ہستری
پینے بوا جی نہ سر کی چھتری۔ وہ سایۂ بوتراب کب تک
چلے گی پیری مین کچھ نہ بڑ بڑ۔ نکال دین گی چھنالین لڑ لڑ
گرینگے آخر موے وہ جھڑ جھڑ۔ کروگے مرزا خضاب کب تک
ہین رقیبون سے وہ بھی کچھ کم۔ یہ قسمین کھا کھا کے کہتے ہین ہم
تمھارے **محسن** سے عنقا بیگم۔ نہ ہونگے وہ لاجواب کب تک

ردیف گ

طرح ۔ کیا کیا بھری بلا کی ہے اُس گل بدن مین آگ

اشنان کے بہانے سے اوئی لبیں زن مین آگ	اللہ کرے لگے بو اگنگ و جمن مین آگ
دیکھو تو جل کہ ہی بہین کمل اور دہن مین آگ	لگتی ہو اُنکی باتون سے میرے بدن مین آگ

(۱) بٹانا ۔ دل لگی کرنے یا مذاق کرنے کو کہتے ہین۔ ۱۲ محسن

پھر میرے سامنے وہی چھل بل کی بات ہے
رہ تو سہی لگاؤں ترے بانکپن میں آگ

چل چل کے چالیں سوتنے چاندی کیا چلن
ہو خاک ایسی چال پہ ایسے چلن میں آگ

چھوڑا جب آشیانے کو۔ گل کو بہار کو
بلبل کی پھر بلا سے جو پھوٹے چمن میں آگ

مرلی بجائی شام کو جب بن میں شام نے
اے چمپا جان لگ گئی بندرابن میں آگ

گرمی ہے شوخیوں کی کہ شعلے شباب کے
کیا کیا بھری بلا کی ہے اُس گل بدن میں آگ

الفت میں رشک مہر کے مطلق خبر نہیں
یا جی شعلۂ مہر ہے۔ یا ہے کرن میں آگ

یاقوت کے بٹن ہیں کہ جگنو جڑے ہوئے
یا لگ گئی ہے کوٹ کے دولہ بٹن میں آگ

کچھی ہو لینے کی دیر کہ کشتہ کیا سے تھے
ہے خاک نسیم سے بجھی ہوا۔ نسیم تن میں آگ

بدلی ہے آب[1] و خاک نے مضمون کی ہوا
محسن تمہارا حصہ ہے شعر و سخن میں آگ

ردیف ل

نہ پوچھو مردہ دل سے کیا ہوا دل
کسی مردے کے بس میں ہو نہوا دل

نہیں دیکھا گیا اُن سے گرا دل
گرے غش کھا کے وہ کر کر بُرا دل

کسی پردہ نشیں پر آ گیا دل
چھپایا اس سے ہم نے بُوا دل

نہ کرنا بات تک اُنسے بھلا دل
اگر ہے پاس تمکو بات کا دل

کسی کے ساتھ چلنے کو سفر میں
ہوا کیا کیا مرا اچھا کیا دل

کھلانا چیل کو دن کا ہے بہتر
نہ دینا شیخ جی کو۔ کو کلا دل

[1] آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ چاروں عناصر مطلع میں جمع ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ آیا وہ مناسب طور پر [illegible] ہیں یا غیر مناسب۔ اسکا فیصلہ اہل سخن فہم کی بابت [illegible] سے تعلق رکھتا ہے [illegible] محسن

کسی کا چلبلا - تیکھا - انوکھا	کسی کا بھولا - بھالا لاڈلا دل
ہوئی بیخود شرابی یاد آیا	اری لیتا ہوا گو ہر چلا دل
نہ اُنکی چال کے چکر مین آوے	کوئی لادو ہوا چلتا ہوا دل
کوئی تو بات ہے جو گر پڑا وہ	مسیحا سے نہین سنبھلا گیا دل

جلا کر خاک کر ڈالے تو اچھا
نہ دے محسن نگوڑے کو ہوا دل

ردیف م

طرح - نہ آئی گر وہ نگوڑ ماری تو دیکھا کرتے تھے خواب مین ہم

نہ ہم پیالۂ شراب مین ہم - نہ ہم تو الہ کباب مین ہم
ہین پیاری گوئیان عتاب مین ہم - عذاب مین ہم عذاب مین ہم
شراب مین وہ حجاب مین ہم - شباب مین وہ شباب مین ہم
تھے دونو حیران حساب مین ہم - سوال مین وہ جواب مین ہم
مزے اڑاتے ہین بالا بالا - ہے کتنا لالہ کتاب والا
بتاتے ہمکو نہ ٹالا بالا جو ہوتے کچھ بھی حساب مین ہم
نظیر ہوتی اگر نہ پیاری - تو ہم بھی ہوتے نہ اُسپہ واری
نہ آتی گر وہ نگوڑ ماری تو دیکھا کرتے تھے خواب مین ہم
جو حسن گوہر نکھار پر ہے - تو بندی بیٹے ڈھب اُبھار پر ہے

لہ مسیحا سے دل کا نہ سنبھلا جانا تعجب ہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معمولی یا مصنوعی مسیحا ہونگے - ۱۲ محسن
سلہ عنقا بیگم کے اس عذاب سے ہم بھی ہمدردی ظاہر کرتے ہین - واللہ کیا عذاب ہے - ۱۲ محسن

اگر وہ موتی بہار پر ہے۔ ہین رشک دُر[1] آب وتاب مین ہم
بلا سے اب کچھ ہو یا کہ جب کچھ سُنا کرینگے حضور سب کچھ
نہ اس سے آگے کہینگے اب کچھ۔ تمھاری لونڈی کے باب مین ہم
نہ جھوٹ بولینگے چار مین ہم۔ ہین دو نون یکتا ہزار مین ہم
ہین برق طبلے ستار ہین وہ ہین آندھی پانی رباب مین ہم
نہ بھول جانا بجا کے عنقا۔ ہم آئینگے دس بجا کے عنقا
نہ چھوڑنا گھر بلا کے عنقا۔ جو آ بھی جائین شتاب مین ہم

ردیف نون

طرح۔ میری نظرون مین وہ منظور ہوی بیٹھے ہین

چیتین کھا کھا کے بوا چور ہوی بیٹھے ہین
آج وہ سوت سے مغرور ہوی بیٹھے ہین
ہم وہ بیبس ہین کہ مجبور ہوی بیٹھے ہین
رنڈی بن ہین بیٹے وہ دور ہوی بیٹھے ہین
نوچ انیسونکے کٹے تا نکہ اٹان جاؤن
جو شرابین پیے مخمور ہوے بیٹھے ہین
پوچھو تو اب کا جوبن ہے بوا رشک پری
آج بن ٹھن کے مگر حور ہوی بیٹھے ہین
رنڈی بازی مین کیا نام ہین لگتے ایسے
ہوکے بدنام وہ مشہور ہوی بیٹھے ہین
چھلنی کر دینگے بدن آج نہ بولو انسے
سربسر خانۂ زنبور ہوے بیٹھے ہین
دیکھ لینے دے اری گویان نظر بھر انکو
میری نظرون مین وہ منظور ہوی بیٹھے ہین
گرمی عشق جو نکلی ہوے ٹھنڈے مرزا
میری صورت سے بھی کافور ہوی بیٹھے ہین

[1] گوہر اور رشک دُر۔ واہ بی عنقا صاحب کیا کہنا ہے ہم سمجھ گئے۔ گویا آپ گوہر جان سے بھی آب وتاب مین کہین زیادہ ہین۔ ۱۲ محسن

جانے کیا گھول کے کسی نے پلایا اُنکو	پیچ جی کھل گئے رنجور ہو بیٹھے ہین
بھول کر عشق کا ہم نام نہ لینگے گویان	رنج و غم ایسے سہے چور ہو بیٹھے ہین

نہین محسن جو انر و بلا تو اُس سے نہین سوا
دل مین تو رہتے ہین گو دور ہو بیٹھے ہین

بر طرح مرزا اسد[1] مرحوم - عدم کی جانب تمھارے عاشق جہان سے اب سدھارتے ہین
ہین فعلون سے اپنے نادم - جو اب وہ اب قول ہارتے ہین
نہ ہو گی حرکت مکرر ایسی وہ ہاتھ سر پر مارتے ہین
بلائے جان ہین تمھارے کاکل - وہ زلفین پیچ پیچ رشک سنبل
تمھین تو ہو باجی عنبرین کاکل - تمھین کو اب پکارتے ہین
وہ اب شرارت سے باز ہین کچھ - عجب یہ راز و نیاز ہین کچھ
یہی تو سربستہ راز ہین کچھ - نہین جو دل سے اُتارتے ہین
بھلا دی تمنے ہماری چاہت - ابھی یہ ہو اپنی اپنی قسمت
نہین سہے تمکو جو ہے الفت - تو لیجئے ہم سدھارتے ہین
اجل سے دامن ہے چاک اُنکا - ہے چند روزہ تپاک اُنکا
نتیجہ آخر ہے خاک اُنکا - جو شیخ[2] حسن مارتے ہین
مصاحب اُنکے ہین گرد سے گھیرے - بجا نے [illegible] پیار شیرے
یہی نگوڑے اُٹھائی گیرے - پڑے ہوئے اُنکے سب سہارتے ہین

[1] اسد مرحوم کی یہ کیسی پیاری طرح ہے - عدم کی جانب تمھارے عاشق جہان سے اب سدھارتے ہین - ۱۲ محسن
[2] حق ہے بیگم صاحب جب زیست نہین گوارتے تو ضرور اُنکو اپنے عشق پر [illegible] تو اسکے مطلق پرواز نہین سمجھتے - ۱۲ محسن

خدا ہی ان ماروں سے بچائے ۔ ڈسے ہیں گورے کو جان کے لالے
لگاتے ہیں اُسکے پیچھے کالے ۔ یہ زلفیں جب ہم سنوارتے ہیں

نہیں جنھیں پنجتن سے الفت ۔ بھری سراسر ہے اُنمیں بدعت
نہ ہوگی اُنکی کبھی شفاعت ۔ کہو تو ہم شرط ہارتے ہیں

یہ کسکی الفت نے مارا ہمکو ۔ بتاؤ یا جی حسندارا ہمکو
ملا وہ پیارا ہمارا ہمکو ۔ کہ جسکو محسن پکارتے ہیں

طرح ۔ ظاہر ہیں کہیں رہتے ہیں باطن ہیں کہیں ہیں

دل تو کہیں پھرتا ہے بدن اپنے کہیں ہیں
دنیا میں ہم ایسے ہوئے گویا کہ نہیں ہیں

کیا کیا کہوں [illegible] ترے دل کی [illegible]
باتے ہیں [illegible] ہیں [illegible] حسین ہیں

دو دن کی جوانی ہے نہ اتراؤ میاں تم
تم سے کہیں بڑھ چڑھ کے حسین زیر زمیں ہیں

کس خانگی سے لڑکے بگڑ آیا ہے چہرہ
کیوں پھولے ہوئے گال ہیں کیوں چین جبیں ہیں

کیوں کرتے ہیں [illegible] چلّے کی دھن میں ہیں پڑا [illegible]
بیگم سے نہیں شیخ جی گر [illegible] ہیں

کیوں صاف نہیں کہتی ہو کچھ شیخ کی بیبی
بے فائدہ جھنجھلانا ۔ یہ چتون اور جبیں ہیں

غیروں سے لڑائی ہیں جو ستیاں [illegible]
[illegible] ہو بیٹیاں یا پردہ نشیں ہیں

چھوڑا نہ کہیں ساتھ [illegible]
جس جا ہے [illegible] ہم وہ قادر [illegible] ہیں

محسن کو [illegible] صدقہ ہیں انھیں کے
[illegible] سے اسلام کو جو حافظ دیں ہیں

سلہ آج ضرور کسی خانگی سے لڑ کر آئے ہیں ورنہ بیگم صاحب ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت یوں گال پھلا کر
اور تیوری پر بل ڈالا کبھی [illegible] عادت [illegible] ۱۲ محسن [illegible] ہرگز نہیں ہے ۱۲

بر طرح صادق الاخبار ریواڑی - ستا ستا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین

ہل عجب چہل سے جبین پر وہ چڑھا لیتے ہین — ہم بلائین جو شب وصل ہوا لیتے ہین

آتش شوق وہ ہر طرح بڑھا لیتے ہین — چھیڑنے سے لڑتے ہین تو کسی کو بلا لیتے ہین

رنگ کیا کیا ہو ادھ گھر مین جما لیتے ہین — کیسی روٹھی ہوئی سوکن ہو منا لیتے ہین

دم نکل جاتا ہے دھم مین مو کو دم باز و نکا — ہنسنے دم خم کی نگوڑے سے جو ذرا لیتے ہین

ہوا اعلانی بھی کیا خوب سے حقہ نہ چھٹوا — موئی بیگم کو تو چاندو بھی پلا لیتے ہین

لطف کیا کیا میان بیٹا سین کھاتے ہین چھپے — موئی چھپنیا کو وہ جب منھ سے لگا لیتے ہین

لے تو جاتے ہین موئی رنڈی کو وہ گھر مین — نہین معلوم کہ کچھ دیتے ہین یا لیتے ہین

ساس اتنا بھی نہ پوچھے موئی صدقے اتری — چوک کے کمرون مین رات تو نکو وہ کیا لیتے ہین

روٹھی کبڑا بھی تو مان باپ نہین دیتے ہین — ستا ستا در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہین

دم ہوا ناک مین کر دیتے ہین شب بھر سیرا — ایک دم جس کا جسد مرہ لگا لیتے ہین

یہی مجھکو بھی تعجب ہے کہ محسن باجی
کیسے بگڑی ہوئی باتون کو بنا لیتے ہین

طرح - صادق الاخبار ریواڑی - کائی ہے جا بجا میری چشم پُر آب مین

حاجت بناؤ کی نہین تمکو شباب مین — یوسف تمھین تو ہو میان اپنے حساب مین

آتے نہین جو شرم سے نا رتھ وہ خواب مین — یہ بھی کوئی حجاب ہے گوئیان حجاب مین

نقشہ کھچا ہوا نہین مانی کا آب مین — عکس رخ حضور ہے جام شراب مین

رنڈی کے چھوڑنے کو جو کہتی ہون چھیڑ کر — دیتے ہین گالیان مجھے ہنسکر جواب مین

۱ یہ بُرا کرتے ہین - ۱۲ محسن ۲ کیون نہین - ۳ افیم کھائی ہے کہ دل لگی - ۱۲ محسن

فرماتی ہین یہ سوت کو بھی دیکھنے لگے
ایسا مزہ ملا ہے مرے دل کے کباب مین

سن سن کے سیکھین تو اب کھیلنے لگین
عنقا نے ریختی جو بجائی رباب مین

کیا خوش نصیب ہے وہ نگوڑی جہان مین
دم نکلے جسکا بادشہ بوتراب مین

رک رک کے اشارے آنکھون مین کہتے سے چلئے
کافی ہے جا بجا مری چشم پُرآب مین

اکھا کر افیم سو نہ رہون مین تو کیا کرون
رہتے ہین آپ پینک لیے کیون خواب مین

وہ جلکے سلیپ کو ہیچ لڑائین جو سوت سے
کیون کٹ نہ جاؤن مین تو اس پیچ تاب مین

عنقا عدو سے کہدو کہ پشواز پہن کے
لائے جو راگ ریختی کے وہ جواب مین

ایضاً

ہے یہ دعا کریم تیری بارگاہ مین
ہو جاؤن مین شہید مدینہ کی راہ مین

حسرت یہ آنکھون کی ہے محمدؐ کی چاہ مین
اوپر تلے ہون جو تو بچھی فرش راہ مین

احمدؐ کو جسنے دل سے کیا پیشواے دین
مقبول گو یہان بندہ ہے وہ بارگاہ مین

باجی مرے ہون جلوۂ نور رسولؐ ہو
پی پی کے طہور سے سرور نگاہ مین

ہر دل عزیز کیون نہ بنے انکی تمکنت
زیور ہو انکسار کا گر عز و جاہ مین

یوسف کے وصل مین یہ زلیخا کا درد تھا
کس بات کی کمی ہے تیری بارگاہ مین

ہو کیون نہ اسکے زیر نظر ذرہ ذرہ مین
جلوے ہون عرش و فرش کے جسکی نگاہ مین

بندی کی یہ دعا ہے خدا کے حبیبؐ سے
آنکھون مین کلمہ پڑھتی ہوئی حشرگاہ مین

۱ه جی ہان سچ ہے ہم بھی دیکھ رہے تھے۔ انشاء اللہ آپکا حصہ ہے ۱۲ محسن

۲ه نہ ایسا ہرگز نہ کیجیے بلکہ تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے ۱۲ محسن

خواہش یہی ہے شوق یہی آرزو یہی
سجدہ بنا ہین چلکے مدینہ کی راہ مین

کیونکر نہ انکا تجھسے تمنا ہو بار ور
آئین جو بیکسی سے تیری بارگاہ مین

ہین بے نمازی بندۂ شیطان بےحیا
پھرتے ہین بد وضع ہوسے حال تباہ مین

جاہ رسول پاک مین چاہون نہ غیر کو
پڑھتی درود ہی رہون حضرت کی چاہ مین

گھبرائے یان تو غاشۂ تربت مین جاسیے
جائینگے ہم کہان یہان پھنسکر نگاہ مین

ہے خون دل جو مے تو جگر کے کباب ہین
کیا کیا ہے عیش ساقی کوثر کی چاہ مین

عقبا تمھاری یاد مین رہتی ہو سربسر
تحفہ فت کچھ تو کیجے محسن گناہ مین

ایضاً

کہیے تو ہچکیان وہ کیون پھر گناہ مین
جو آ گئے حضور تمہاری پناہ مین

قربان کردون جان یہ اور ب کی راہ مین
قربت کی ہو امید جو پہلوے شاہ مین

آتے ہی زیر سایہ ہوسے خلد کو روان
در ہین بہشت کے لگے انکی پناہ مین

کلمہ لبون پہ ہو میرے گا سینہ درود ہو
یارب اگر مین چونک پڑون خوابگاہ مین

کفار دیکھکر ہوے اسلام پر نثار
کیا کیا سے تھے معجزات حبیب اِ آلہ مین

دامن مین حورین لیتی ہین دریتیم اشک
روتے ہین ہم جو ہجر رسول اِلٰہ مین

نظرون سے دور کیجیے ہمکو نہ یا نبی
رکھیے ہمیشہ لطف و کرم کی نگاہ مین

پانچون نمازون مین یہی ہندیکی ہے دعا
نکلے جو دم تو یاد رسالت پناہ مین

ہے جنکو شک صداقت اسلام مین تو وا
بھڑوسے وہ پکڑے جائینگے سب اشتباہ مین

لہ سبحان اللہ کیا نیک دعا ہے اللہ کرے قبول ہو۔ ۱۲ محسن

فرقت میں غیر حال ہے جینا محال ہے — تسلیں کچھ تو دیجیے حال تباہ میں

محسن کی یہ دعا ہے بحق رسول پاک
مل جائیں خواجہ خضر کہیں اسکو راہ میں

برطرح داغ مرحوم۔ چھیکڑہ ہمسے جانینگے ایسے کہاں کے ہیں

کیونکر وہ ہلتے نہیں پاؤں پڑے بیان کے ہیں — دیکھوں تو میں تو اسے وہ ایسے کہاں کے ہیں

اوپی خاک اپنے گوئیاں بھی چاندخان کے ہیں — شہد سے چھٹے ہوئے ہوئے سارے جہان کے ہیں

تیر نظر بلا ہوا اس نوجوان کے ہیں — ہو د گورے چٹے لونڈے جو افسر کمان کے ہیں

ساون میں سوت کو بہ اگر دیں ہوا اطلاق — بہو بچاؤں میں ہاں یہ نگوڑے جہان کے ہیں

اب بھی پلاؤ زردے ہیں گوئیاں کسی کچھ — استاد شیخ جی ہوئے گوہر کی ماں کے ہیں

سنتو اسے مناجی کو بھی ہارمونیم — مجرے چمن میں آپکی امراؤ جان کے ہیں

قربان لامکان کے بتلا دیا مکان — ڈھونڈینگے لامکاں میں اگر لامکان کے ہیں

یوں چاہے بھیدے وہ جہان انکی جی میں ہے — ارمان تو حشر تک ہو باغ جنان کے ہیں

ہے چشم تر سے خون رواں رشک سے ہوا — نکلے دوپٹے سوت کو آب رواں کے ہیں

لب اپنے چوستی ہوں میں لب انکے چوم کر — بوسے بڑے لطیف کسی کے دہان کے ہیں

چوستی زبان جو ہنسے ہوئی وہ زباندان — احسان کسی زبان پہ ہماری زبان کے ہیں

ساقی جو ہمسے چال چلے بھٹی جھونکدیں — ہم پیر سکدے کے بھی پیر مغان کے ہیں

محسن کی طرز پہ نہیں لکھے ہوے ہوا — ڈنکے بجا رہے وہ پیا کی زبان کے ہیں

سلہ جب شیخ جی گوہر جان کی والدہ شریفہ کے استاد ہوگئے۔ تو پھر پلاؤ زردے کیا معنی اگر دو وقت شیرمال اقرہانیاں اور بالائیاں بھی اڑائیں تو انہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ ۱۲ محسن

غزل دعائے محسن بدرگاہ مجیب الدعوات

پڑھے جو نہ یہ نظم سرکار مین [1]
ہو معزول یارب وہ دربار مین

پڑے اُسکی نیکی مین یارب خلل
مخل جو کہ ہو خیر کے کار مین

جو ہو غیر کے درد سے بیخبر
الٰہی پھنسے وہ بھی آزار مین

اگر یہ بھی عرضی ہوا گم ہوئی
دوہائی پکارونگی سرکار مین

خدایا جو محسن پہ احسان کرین
ہون داخل نبیؐ جی کے دربار مین

ردیف و

طرح جانصاحب مرحوم۔ ذکرا ہو گوئیان رہا کیا تمھارا رات کو

چھاڑ کر پر اُٹھ کھڑا جب ہم سے ہارا رات کو
جل دیا پٹھے کو پھر گوئیان وہ بارا رات کو

دن کو تڑایا موا پر مجھ سے ہارا رات کو [2]
ڈھونڈھتا پھرتا تھا تنکے کا سہارا رات کو

اور کچھ خواہش ہوئی بعد از نظارا رات کو
یار نے کیا کیا ہوا۔ پاؤن پسارا رات کو

ہو جو نظر لطف کا۔ یا جی اشارا رات کو
کیون پھرے مارا تمھارا۔ مارا مارا رات کو

نفسِ امّارہ کا تھا گویا اشارا رات کو
کیون نہ اُسکتے بڑے موذی کو مارا رات کو

یاد جب آیا میان مین پانی پانی ہوگئی
گدگدا کر چٹکیان لینا تمھارا رات کو

بھیجا سالن گلی کا گھر اچھوڑی چوری سے انھین
دیکھو بھٹیاری نے پھر نخرا گھارا رات کو

[1] محسن کی اکثر رجیتیان جو مختلف سرکارون مین بھیجی گئین تھین یا تو ضائع ہوگئین یا نہین پہونچین۔ لہٰذا یہ چند اشعار لکھنے کی ضرورت لاحق ہوئی اب یقیناً مصاحبان یا میر منشی صاحبان نسیان کی سے باز رہینگے؟!

[2] رات کے وقت تو آپکے مرید ہین تنکے کا سہارا کافی ہے بلکہ زیادہ ہے۔ ۱۲ محسن

منھ بنا کر چل دیے سیدھے وہ گوئیاں چوک کو
مفت لڑ لڑ کر اُنھیں ہم نے ابھارا رات کو

شیخ کی ایسی[1] خبر لوں بھول جائے شیخیاں
گھورتا تھا پھر موا صدقے اُتارا رات کو

چھوڑ کر زلف دوتا رُخ پر بُوا میں سو گئی
جو دو بجا یا ہی کیے اپنا دوتارا رات کو

وہ لڑائی رُخ برخ اُس ماہ پارہ سے ہوئی
چھڑ گیا بیگم میری افشاں کا تارا رات کو

رکھا جب زانی ساغر گوہری کے ہاتھ پر
پی گئی[2] لیکر موئی سارا کا سارا رات کو

عنقا بیگم کی نہ گر تقدیر محسن پھوٹتی
کیوں نگوڑی ڈھونڈھتی پھرتی سہارا رات کو

ردیف ہ

پھر دانت آج شیخ سے لگوا کے آئینہ
دیکھو تو گالوں کو بوا منگا کے آئینہ

دیدا لو دیکھو سوت کا پھرا کے آئینہ
شانہ[3] نگوڑی غیر سے کروا کے آئینہ

ایسا جمایا بزم میں حضرت نے اپنا رنگ
مہندی اُنھیں کے ہاتھ سے لگوا گئی آئینہ

گاڑی کی چلمنوں سے موئی گھورتی رہی
چلتے ہی چلتے یار کو سرکا کے آئینہ

مرزا سے چھوٹ کر موئی ایسی ہوئی خفیف
ہمجولی پھینکدیتی ہے شرما کے آئینہ

گوہر کے اے بوا ذرا جوہر تو دیکھیے
تصویر بھیجی یار کو لگوا کے آئینہ

سب دیکھتے ہی ہو گئیں ہو جانے نثار
دیکھا جو آج آپ نے اٹھلا کے آئینہ

آخر کو شکل سوت کی آئینہ ہو گئی
جس بات کو نہاں موئی رکھوا کے آئینہ

[1] ضرور خبر لینا چاہیے۔ یہ گستاخی فی الحقیقت نا قابل معافی ہے۔ ۱۲ [2] اور کیا آدھا آپ کے لیے چھوڑ دیتی۔ ۱۲ [3] آئینہ ہو یا شانہ غیر سے کروانا سخت معیوب ہے۔ ہم بیگم صاحب کی سوت کی اس حرکت ناشائستہ کو بہت ناپسند کرتے ہیں۔ ۱۲ محسن

نیلم کا رنگ کیا جیے مہرِ دنگے ہن کے ساتھ / افشان جبین کی رات وہ چھڑوا کی آئینہ
ایسا جمایا شیخ نے محفل مین اپنا رنگ / مارا امیر جان نے لا لا کے آئینہ

گاؤ تو عنقا پھر دہن مین آج ریختی
محسن کو آن بان سے دکھلا کے آئینہ

ردیف یائے

طرح مشاعرہ لشکر گوالیار[1] گل ہے اگر بدن تو پسینا گلاب ہے

پیٹیا نگوڑا رات کو گوئیان شراب ہے / دل اس جلاپے سے میرا جل جل کباب ہے
مین خود بھی چاہتی ہون کہ باز آؤن عشق سے / پر کیا کرون بُوا ابھی اُٹھتا شباب ہے
ہجرِ صنم کی پڑھتی ہون رو رو کے داستان / دن رات سامنے یہی غم کی کتاب ہے
لڑ کر چھنال سے نہین آئے اگر حضور / برہم مزاج کس لیے آخر جناب ہے
غافل نہو نا شیخ جوانی ہے چار دن / پھر چار دن مین آمدِ فصل خضاب ہے
لائے ہین گھر مین جب سے متاعی چھنال کو / دن بھر ستار بجتا ہے شب بھر رباب ہے
چھل بل کی انکی باتو نسے جل بل گئی ہون مین / کچھ بیکلی سی رہتی ہو کچھ پیچ و تاب ہے
کیا جانئے کس چھنال کے گنڈو نکا ہے اثر / کچھ بگڑے بگڑے رہتے ہین کچھ اضطراب ہے
خاطر سے میری لکھتا ہے غزلین نئی نئی / شاعر بھی میرا یار بڑا لاجواب ہے
تم بھی تمھارا دولہ بھی دولہو ہے بے نظیر / تم بیٹی آفتاب ہو وہ ماہتاب ہے
دھوکے مین آگئے ہین نگوڑے حریصِ وصل / دنیائے دون کا عیش سراسر سراب ہے
کوشش کرو کہ مرزا سے بیگم کا ہو ملاپ / گوئیان ملانا ہجر زدون کا ثواب ہے

[1] لشکر گوالیار مین یہ مشاعرہ بڑی دھوم کا ہوا تھا۔ دور دور سے لوگ آئے تھے ۔۱۲ محسن

گاتی ہون ترولہ بھائی کی غزلین مین شوق سے
ہر شعر باجی تیری قسم - انتخاب ہے

قلب احد مین ای بوا احمد ہے جلوہ گر
حسن احد مین حسن جلالت مآب ہے

محسن کی ریختی بوا رکھتی نہین جواب
کیا اُس کا ہو جواب - کہ جو لاجواب ہے

موسم گل مین خزان سی مُنے مجھے بو آتی ہے
بگڑے جوبن مین جو باجی کبھی تو آتی ہے

سلہ دم اُلجھتا ہے بوا سینے کی باتو نسے مرا
مجکو تو سوئی نگوڑی نہین چھو آتی ہے

پڑا رہتا ہے چھنالون کو لیے گلشن مین
لذت بادہ موے کو لب جو آتی ہے

غم کی دیمک نے کلیجہ کیا چلنی میرا
تمکو گوئیان کوئی تدبیر رفو آتی ہے

کس طرح جوڑ دیا ٹوٹا ہوا شیشۂ دل
آئینہ سازی تجھے آئینہ رو آتی ہے

کوئی خوشخبری تو ما کو ملی ہے چھمو
جھومتی آج لیے جام و سبو آتی ہے

کرو لونڈی کی مرادِ دلی پوری خواجہ
بندی درگاہ پہ کر کرکے وضو آتی ہے

سنو اُسوقت کہ ہم تم ہون کوئی غیر نہ ہو
لذتِ شکوۂ دل دو بدو آتی ہے

کرتی حاسد کو ہون مین خلق سے محسن اپنا
نئی ترکیب مجھے ردِ عدو آتی ہے

طرح صادق الاخبار - دیوارشی - سو سو قدم پہ جا پڑے تختے مزار کے

ڈاڑھی بنا کے شیخ جی - مونچھین سوار کے
جاتے کہان ہو یہ تو کہو ہمکو مار کے

یہ تو بُرا ای بات ہے شرمائیے نہین
بوجہ آپ جھیپتے ہین قول ہار کے

ملکر کے اپنے سینے سے تازہ کرو دُکھین
کمہلا گئے ہین پھول دل داغدار کے

سلہ سینے کی باتو نسے ضرور آپکا دم اُلجھتا ہوگا - یہ تو مغلانیون کا کام ہے - ۱۲ محسن

روح کانپتی ہے اسے بوا کرتی ہون یاد جب
رونا شب فراق مین وہ ڈاڑھین مار کے

پھر[1] چار دن کے بعد خزان پر ہوی فدا
ہین چار دن کے یار موسے دن بہار کے

مین ہون نثار جان سے دستار پر توا
شیدا ہین دل سے وہ مرے پھولون کے ہار کے

دُلہن مری ہے بارھوین مین رشک چاردہ
راتین اُٹھا ان کی ہین تو دن ہین بہار کے

جون شمس جلتے رہتے ہین مرزا جی براتمدن
شیدا ہوے ہین جب سے وہ شمس النہار کے

ہرجائی[2] ہین موے نہین مردونکا اعتبار
ہین ایک ایک دل سے یہ عاشق ہزار کے

اب تو خزان کے ہاتھ مین ہین وہ ہوا کہان
دیکھون کب آتے ہین تو اوہ دن بہار کے

تربت پہ آکے پھر دے فی ماری جو ایک لات
سو سو قدم پہ جا پڑے سُکّے مزار کے

خوشبو مین رشک گل ہین نشہ مین ہین رشک مُل
محسن کے شعر بھی ہین تو ہا گل بہار کے

مشاعرہ شکر گوالیار — بس بس نکل چکے مرے ارمان جائیے

سو بات مین جو ایک بھی گر مان جائیے
لے لے بلائین آپ کی قربان جائیے

گھر مین چھپا لون کے نہ میری جان جائیے
ہم ہاتھ جوڑتے ہین اگر ہان جائیے

صحبت تیری مین لطف ملا مجکو اسقدر
او خان[3] تیرے ساتھ تو ملتان جائیے

[1] کیا بات ہے گویا بہار کے دن بھی ہرجائی ہین۔ آج بہار کی بغل مین ہین تو کل خزان کے پہلو مین۔ ۱۲

[2] ہے تو پتے کی مگر حسینان چوک لکھنؤ کا ہرجائی پن سب سے بڑھا ہوا ہے جنکی سبیل فیض عام سے ہزارون نہین بلکہ لاکھون تشنہ کام اپنی پیاس بجھاتے ہین۔ یا یون کہیے کہ ہمیشہ کے لیے ٹھنڈے ہو جاتے ہین۔ ۱۲

[3] اس خیال کی ہم بھی تائید کرتے ہین۔ خانصاحب کے ساتھ ملتان ضرور تشریف لیجائیے مزار ہائے مقدس شاہ رکن عالم صاحب بہاء الحق شاہ صاحب و شمس تبریز صاحب کی وجہ سے وہانکے ہر در و دیوار پر عالم نور نظر آتا ہے شان ایزدی ہر ایک جگہ اپنا جلوہ دکھلاتا ہے۔ وہانسے ریاست بہاولپور بھی بہت قریب ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ۱۲ محسن

ٹانگیں ہی ٹوٹ جائیں جو اوپر گئی ہوں ہم
آ ممی نہ کہنا لونڈیوں کا مان جائیے

جوشِ شباب دیکھ چکی آپ کا حضور
انگلی دکھا رہا ہے یہ شیطان جائیے

ظاہر کہیں بھی مردوے کرتی ہیں عشق کو
کہنے کی بات یہ نہیں نادان جائیے

میرے ہی سامنے موئی کسبی سے دل لگی
بس بس نکل چکے مرے ارمان جائیے

حقے کہیں اڑاتے ہو کھاتے کہیں ہو پان
حقہ ہے گھر میں آج نہ ہے پان جائیے

پیسہ تو پاس تھا نہیں ٹالا موئی کو یوں
اب کل پہ رکھیے آج مغل جان جائیے

سو لینے پر بھی نانکہ اٹان کا تھا جواب
ہم آپکو۔ کچھ آپ نہیں جان جائیے

محسن بھی ہے رفیق بھی ہے جان نثار ہے
کیونکر نہ اسکے خلق پہ قربان جائیے

برطرح ظفر مرحوم۔ گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے[1]

شب ہجر شعلہ نار ہے۔ مرا جی نہ ہا دلِ زار ہے
نہ وہ صبر ہے نہ قرار ہے۔ ہوا درد کم تو بخار ہے
مجھے کیا چمن کی بہار سے۔ مجھے کیا گلوں کے نکھار سے
مجھے کیا کسی کے سنگار سے نہیں بر میں اپنا جو یار ہے

[1] یہ غزل نواب باقر علی خانصاحب مرحوم کی فرمائش سے لکھی گئی تھی۔ ہائے نواب باقر علی خانصاحب آپ ہم سے کیوں ناراض اور بیوقت جدا ہو گئے۔ خداوند کریم آپکو فردوس ارم میں محل زمردین عطا فرمائے جسمیں شیشونکی جگہ لعل جڑے ہوں۔ گویا یہاں شیش محل تھا وہاں لعل محل ہو۔ اسکے چاروں طرف ایک باغ رشکِ بہار واقع ہو جسمیں صدہا شہد اور شیر کی نہریں جاری ہوں۔ ہزارہا حوران مہ لقا و غلمان خوش ادا ہر وقت آپکی خدمت میں مصروف اور آپ پر درود پڑھ پڑھ کر دم کرتے ہوں۔ آمین ثم آمین۔
جناب والا کے انتقال پر ملال سے آپکے ادنی ترین خادم محسن کو جس قدر صدمہ لاحق حال ہوا ہے وہ بقیہ حاشیہ ...

کہو ہیکی بہکی ہے بات کیون - کہو دن مین آج ہے رات کیون
کہو چلتی آج ہو لات کیون - یہ کہان کا دل مین غبار ہے
کوئی نوج ایسا ہو چلبلا - ہے بلا کا وہ موا مسخرا
بوا دھینگا مُشتی مین بے خطا - میرا ٹوٹا چھندن ہار ہے
کبھی آئے جو چھینے مین - تو بھرے ہوسے وہ کینے مین
نہین لطف ایسے تو جینے مین - بتدی مرنے ہی پہ تیار ہے
بھرا دل مین شوقِ وصال ہے - میرا جینا ہو محال ہے
مجھے بیخودی جو کمال ہے - ہے عشق کا یہ خمار ہے
اجی ماما جی ادھر آؤ تم - کوئی جادو ہمسکو سکھاؤ تم
اُسے گھیر گھار کے لاؤ تم - میرا دل یہ جسپہ نثار ہے
نہین بھاتی مجکو یہ تو خیان - میری چسڑھ ہین یہ موئی گرمیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱) قلم اُسکو تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ در اصل اُسکی تحریر کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے ہائے وہ لطف ریختی خوانی ہی جاتا رہا - وہ آپکی تاکید شدید میرا ریختی شروع کرنا - حضور کا مُسکرانا - اکثر مصاحبان ذیشان کا جھینپنا - تعریف کرنا - ہنسنا - پھر پھر پڑھنے کی فرمائش دل لگی مذاق - حضور پُرنور کا خوش ہوکر تعریف کرنا بزم سرکار گوہر بار پر بزم سکندر کا دھوکا ہوتا تھا - ہر ایک آئینہ رو تعریف کے موتی پروتا تھا - بلکہ صفائی قلب سے خود آئینہ ایجاد ہوتا تھا - ع کیا کہون سرکار کہنے کا مزا جاتا رہا ؛ اپکی مرتبہ جو خاکسار لکھنؤ آیا تو حضور کو نہ پایا - کیا کہون قلب کی کیسی کیفیت ہوئی - حضور ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دیوان جلد شایع کراؤ - دو سو جلدین ہم بھی خرید فرما دین گے خاکسار کو بوجہ ریلوے ملازمت فرصت نہ ملتی تھی - افسوس ہے جو اس بدنصیب دیوان کے شایع ہونے کا وقت آیا - تو حضور پرنور خلد برین کو تشریف لیگئے ع اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ ؛ (محسن)

نوٹ عالیجناب فیضمآب نواب باقر علیخانصاحب مرحوم مغفور شیش محل لکھنؤ کے رئیس اعظم اور لکھنؤ کے اعلیٰ ترین کسوٹین تھے کرم بخشش اور سخاوت ... ی مین لاجواب تھے خاکسار محسن نے لکھنؤ مین اپنا دیوان اس سرکار کے سوا اور کسیکو نہین سنایا یع شعرخوانی کا مزا تو ہوا جاتا رہا

میان مار بیٹھون گی آج ہان - میرے سر پہ جن سا سوار ہے
مے عشق کا یہ نشا - کہون کیا کہ رکھتا ہے کیا نشہ
یہ وہ قہر ہے وہ بلا فتنا - نہین جس نشے کا اتار ہے
تجھے دیکھتی ہون مین خواب مین - لگے آگ ایسے شباب مین
مری جان کر دی عذاب مین - ترا کس بلا کا یہ پیار ہے
مجھے کہتا ہے کہ شرابی - بھلا یہ بھی ہے کوئی دل لگی
ہوا کرتا ہے تجھے دو رخی - یہ نگوڑا کوئی گنوار ہے
پڑین سب نگوڑیان بھاڑ مین - جو ہون خوش ہمارے بگاڑ مین
مجھے باندھے گر کوئی تاڑ مین - نہین چھٹنے کی سرکار ہے
چلی دل پہ غم کی ہوا چھری - ہوئین سب گتین موئی بے سُری
مجھے تو خزان سے بھی ہے بُری - اگر آئی فصل بہار ہے
کرون کیون مین عشق چھپا چھپا - مجھے کیا کسی کا ہے ڈر پڑا
الیو کہتی ہون مین سنا سنا - میرا یار محسن نزار ہے

مجھے بیوجہ بھڑوا مارتا ہے — بڑا بیدرد میرا مردوا ہے
دل اسکی تیغ ابرو پر فدا ہے — وہ گورا لونڈا جو کپتان کا ہے
پھر آخر ترے اور حق کا دیا ہے — بوا لو تر مین اچھا پاپڑا ہے
نہ مارو شیخ کو بے موت باجی — نگوڑا آپ ہی وہ مر رہا ہے
لڑائی میری انکی آج سنکر — کرایا سوت نے بھی رتجگا ہے
نہ نکلے گھر مین ٹھولی تک کے پیسے — بڑا نواب کا سالہ بنا ہے

بطرح مشاعرہ علیگڈھ۔ شب بھر فراق یار مین ہم خستہ جان رہے

گوئیاں وہ لطف بادہ کشی اب کہاں رہے
ساقی رہے نہ وہ نہ وہ پیر مغاں رہے

محروم اسکے لطف سے شب چاندخان رہے
کیا کیا لڑائی جان کہ مہتاب جان رہے

شب بھر اسی فراق مین ہم خستہ جان رہے
چھپ چھپ کے ہمسے شیخ جی کسکے ہان رہے

شیطان کی جنی ہو جو دم بھر یہان رہے
بتلائیں گر نہ آپ کہ شب بھر کہان رہے

ننگی نگوڑی بائین بھی اور سب کے سامنے
کچھ تو حجاب پیارے میاں درمیان رہے

عشرہ کے روز ہم جو گئے کربلا ہوا
کیا کیا نہ بدگمان کے دل مین گمان رہے

ایسوں کی چھوتی ہین بلا علاقین کہین
دورے ہین لی تاڑی ساتھ رہی یہ جہان رہے

بیدرد اسقدر ہین کہ ہوتے خبر نہین
ہر چند کوئی درد سے نالہ کنان رہے

وہ کیا کرینگے ہمسے سوا سیر باغ حسن
ہم وہ ہین۔ اس چمن مین سدا باغبان رہے

پانی ہے انکے سامنے گوہر کی آبرو
شبنم کی طرح شیخ جی گوہر فشان رہے

دلہن پلائے دولہ کو اپنے شراب وصل
جل بھن کباب ہو کے دل دشمنان رہے

قصے ہمارے درد کے سوتونکے سامنے
دلچسپ داستان کی صورت بیان رہے

ایسے ہوا جی آگئے زناڑی کے رعب مین
پوشیدہ سوت سے رہے جیسے نہان رہے

محسن کی ریختی نہین۔ عنقا یہ جو رہے
اٹھکھیلیون پہ شوخیٔ حسن بیان رہے

سلہ کیون نہین آپ گویا اس چمنستان کی مالن ہین۔ ڈالی ڈالی آپ کی ثنا گو۔ اور غنچہ غنچہ آپ کا ممنون احسان ہے۔ کلی بھی آپ ہی کے دم سے شگفتہ ہے۔ ہر پھول آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ خفیہ مشاعرے بھی تو آپ ہی کے ہان ہوا کرتے تھے۔ ہم پہچان گئے آپ ہو نہ ہو عنقا بیگم ہین۔ ۱۲ محسن

برطرح - خوب بیمار محبت کی دوا ہوتی ہے

فکر میری اُسے اسوقت بڑا ہوتی ہے — جبکہ مرزا سے مُغلی جان خفا ہوتی ہے

موا پیکر نہین آتا تو یہ کیا ہوتی ہے — دیدہ و دانستہ کہین لغزش پا ہوتی ہے

بھاگ بازی مین غفورن بھی بلا ہوتی ہے — رنگ ڈلواتے ہی پھر کیسی ہوا ہوتی ہے

آئین ہمجولیان دینے کو مبارکبادی — سوت کچھ دن کے لیئے ہم سے جدا ہوتی ہے

سب بھلا دی ہوا جی دولہ نے اُٹکن مٹکن — جب سے الو اسی ہوئی حشر بپا ہوتی ہے

راز مرزا کا جو افشا نہین کرتی مجھ سے — کچھ تو پوشیدہ ہوئی ماما کی وا ہوتی ہے

نوچ ہو شیخ سا شیدی کسی بندیکو نصیب — دور بھی تو نہین یہ کالی بلا ہوتی ہے

چھلنتے خاک ہین جھلکے کی لنگوٹی سب بھر — ایسے دھگڑون کو کہین شرم و حیا ہوتی ہے

روز لاتے ہین میان ایک متاعی گھر مین — پوچھتا کوئی نہین قبلہ یہ کیا ہوتی ہے

میری حق اور بجا اُنکے لیے ہے بیجا — اُنکی[سلہ] بیجا بھی بوا مجکو بجا ہوتی ہے

عنقا بیگم کا بوا رعب ہے ایسا غالب
ساس کی دیکھتے ہی روح فنا ہوتی ہے

برطرح مشاعرہ علیگڈھ - مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تیری حسرت کیا ہے

جب ہوا کھچڑی مین راگ کی شرکت کیا ہے — پھر یہ تاکید کہ مجرے کو تو حاجت کیا ہے

ساتھ لونڈے لیے پھرتے ہو یہ صحبت کیا ہے — لت نہین ہے تو میان آپکی یہ گت کیا ہے

چاہ ہین گر پڑی ہین آپکی چاہت کیا ہے — بیاہتا اپنی تو چاہو تو قباحت کیا ہے

سلہ نہین ہرگز نہین۔ دیدہ و دانستہ ہرگز ہرگز لغزش پا واقع نہین ہو سکتی۔ شیخ جی ضرور پیکر آئے ہین۔ ۱۲ سلہ حق ہے۔ ۱۲ محسن

بہار آئے الٰہی طبیعت ہری ہو جائے
کلی کلی گل مضمون پری پری ہو جائے

وہ بوسے خشکی میں یارب تری تری ہو جائے
نہال یاس غریبان ہری ہری ہو جائے

نظر نواب کی جب اگر ذری ہو جائے
لڑائی سوت سے ایسی ہو کر کری ہو جائے

یہ پانسو ہوا پشتہ ازکے وصول سے ہین
جو آج شب کسی حکمت سے جو دھری ہو جائے

ادھر بھی بیٹھے ہین دمباز ایک دم کیلیے
نظر ادھر بھی وساقن پری ذری ہو جائے

متاعی رکھین جو نواب تجھے ہمین رخصت
ہر کھوٹی بات نے نفرت کھری کھری ہو جائے

نکاح کرکے وہ رنڈی کو ڈال دین گھرین
میرے حساب تو بہتر یہ ابتری ہو جائے

لڑائی سوت سے کرے گر کیان ہین مجھکو
پھنسون مین سب کیے باجی عدو بری ہو جائے

ملے وہ موتیون کا ست لڑا جتھے گو ہر
فدا سے حسن جو وہ طفل جو ہری ہو جائے

کھلا کے ایک نگاہ رہی ہوئی کو ہال بھی وہ
نظر نہ سوت کی دلہن پری۔ بری ہو جائے

نصیبے کی ہوا بھر بار سے ہین طوبار
کہ لکھی جائے جو خالی وہی بھری ہو جائے

بہار ہی ورد ہی اور نظر ہی ہو دور ہوا
لگا دلطف کسی کی جو سر سری ہو جائے

الٰہی سوت کے گھر سے ملا ہو سہرا اگر
جو قہر ہو بند ادھر کا ادھر دہری ہو جائے

یہ حسن علم ہے استاد جی کا کیا کہنا
کہ زہرہ آئے ہی محفل مین مشتری ہو جائے

اُڑا رہی ہے جو بے پر کی بلبل عنقا
لگا کے پر نہ کہین ریختی پری ہو جائے

بات سن لین جو شیخ جی دل کی
دور ہو جائے بیکلی دل کی

نہ سنی داستان کبھی دل کی
ہوا دل ہی مین رہ گئی دل کی

لہ بہت مناسب بات ہے سالی ابتری کا فور ہو جائیگی اور کچھ نہ کچھ نبچ ہی رہیگا یقینا لیکر آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام ۱۲ محسن

کچھ نہیں کہتی گو ہری دل کی
سو گئی زندگی ہے بیری دل کی

نہیں جاتی بوا نہیں جاتی
دل سے خلق کی بجھی دل کی

دل میں سوکن کے خار سی کھٹکی
کبھی بگڑی اگر بنی دل کی

ایک دن بھی کھلی نہ گل بنکر
اور کمہلا گئی کلی دل کی

ہجر میں باجی جان کل نہ پڑی
بڑھ گئی اور بے کلی دل کی

کیسے مرتے ہو رنگ زرد ہے کیوں
کہئے تو شیخ جی لگی دل کی

یہی کعبہ[۱] یہی کلیسا ہے
ہم تو کرتے ہیں بندگی دل کی

کیوں پڑی رہتی ہو سدا دل میں
نہیں حسرت ہوئی پوری دل کی

ہمت جلاتا چراغ تربت پر
بس یہی بندگی کو روشنی[۲] دل کی

پنجتن پاک کی ثنا گو ہوں
کرتے امداد ہیں علی دل کی

سنتے ہی کھلانے لگی گوئیاں
پڑھ دو نا پھر باجی ریختی دل کی

کوئی دل سے بھی ہے ہوا بیزار
کوئی کرتا ہے دل لگی دل کی

دل لگی دل لگی میں آ گئے وہ
دل لگی میں بجھی لگی دل کی

دیکھتے ہی ادائے رشک قمر
ہو گئی زہرہ مشتری دل کی

عنقا بیگم کی حیثیت سے نہ گئی
اپنے محسن سے بدظنی دل کی

---

۱ سبحان اللہ زبان چوم لینے کے لائق ہے۔ واہ کیا فلسفہ ہے۔ عنقا بیگم نے [illegible] کی حقیقت کھول دی۔ یہی کعبہ یہی کلیسا ہے ہم تو کرتے ہیں بندگی دل کی۔

۲ واہ کیا دل کی روشنی ہے۔ محسن

ہو نوج ایسا کوئی بدکار گوئیان ‏ — ‏ نئی ہر روز بھڑوا ڈھونڈتا ہے
کرو بندی سے مت تم چھیڑ خانی ‏ — ‏ مرا اٹکھیلیون سے دل بھرا ہے
سوا بیوی سے ہے باندی کی عزت ‏ — ‏ ستم ایسا کہین دیکھا سنا ہے
بوا رو دین مجھے جب بے چلے وہ ‏ — ‏ بری ہوتی نگوڑی مامتا ہے
وہی پھرتا ہے بھڑوا کسبیون مین ‏ — ‏ پری چہرہ جسکے گھر مین بیاہتا ہے
کہون کیا ای بوا سوکن کی باتین ‏ — ‏ نگوڑی بے حیا ہے بیسوا ہے
برے ایام ہین چھیڑو نہ صاحب ‏ — ‏ مجھے چھوڑو خدا کا واسطہ ہے

بناتا ہے موا دل لیکے باتین
بڑا محسن نگوڑا مسخرا ہے

دکھاؤ تن تن گھڑی نہ موہن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
ہے چندروزہ یہ حسن و جوبن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
فراز کھٹکا نشیب کا ہے۔ بوا یہ عالم فریب کا ہے
صدا ہے گھڑیال کی یہ ٹھن ٹھن گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
کہا جو عنقا نے جاؤنگی اب۔ حضور کل دن تک آؤن گی اب
تو کہتے کیا ہین پکڑ کے دامن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
نہ رہ تو بیگم بوا کشیدی۔ جو رکھے رنڈی موا وہ شیدی
تو تو بھی جا جا کے کھیل ساون۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
نہ میخ پردے مین گاڑ یا جی۔ کسی سے تو مت بگاڑ یا جی
اٹھے گا بادشاہ سے پٹمن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

گھڑی بوا دستِ نفس بجانے تو ہے۔ ہمارا دولہ بھی آنیکو ہے
گھڑی گھڑی کھول لٹ نہ روزن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

گرونہ توسن ہوا چمن مین۔ نہ ڈالو سن سن کسیکے من مین
جماجما کر نہ بیٹھو آسن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

اُتار ساہا پہن لے ساری۔ دکھاوے جوبن کی میناکاری
نہ کر تو نخرے بہت فرنگن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

کراؤ جلسے بلاؤ ہمدم۔ اُڑاؤ چھینٹے تو دم بدم
نہین ہے دم کا بھروسا ساقن۔ گھڑی مین کچھ ہے۔ گھڑی مین کچھ ہے

کسی سے رکھو کپٹ نہ کھٹ پٹ۔ گھڑی کی کہتی ہو صاف کھٹ کھٹ
سہیلی کھٹ ہی سے دید و درشن۔ گھڑی مین کچھ ہے۔ گھڑی مین کچھ ہے

غرور بیجا ہے مال و زر کا۔ یہ قول سچ ہے کسی بشر کا
صدائے زر کا ہے قول کھن کھن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

پڑے نہ نازک رگون پہ چھالا۔ ہے جلد کا رنگ کالا کالا
گھڑی کلائی کی کھول بکمن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

نواب گھر سے سجا رہے ہین۔ مصاحب اُنکو بنا رہے ہین
گھڑی سے قبلہ سجاؤ آنگن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

زبان محسن ہے مست قمری۔ غزل ہے جادو بلا ہے ٹھمری
مگر کسی کا رہا نہ جوبن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

طرح۔ بہار آئے اتھی چمن ہری ہوجائے

ذلت عشق کے آگے ہوئی عزت کیا ہے
منتیں لعنت بھی اٹھانے کی ملامت کیا ہے

دام سر ڈھلکنے کے جب پاپچے حجت کیا ہے
اب یہ بیوقت کی استاد جی فہرست کیا ہے

خانۂ دل تمھیں ہم خالی کیے دیتے ہیں
سوت کے گھر میاں رہنے کی ضرورت کیا ہے

دھر بھی دو ہاتھ پہ تم ناکہ کے سو کا نوٹ
پوچھتے کیا ہو کہ پشواز کی لاگت کیا ہے

کام گھر در کا جو تم غیر سے کرواتی ہو
دیکھو گو ہر ہوا اب قت کی حالت کیا ہے

پاس جیسے آیا ہوا شیخ تو بیگم نے کہا
اسے چل دور ہو کم رو سے تیری صورت کیا ہے

رات کھو دیتا ہے افیون کی پینک میں ہوا
سیر کی جاننے بلا وصل کی لذت کیا ہے

جانی بیگم کا تو یہ پانچواں ہے موتی جان
تیسرا کر لیا تم نے بھی تو آفت کیا ہے

یہ تو سنتی ہوں مغل جان سے پیچھا چھوٹا
دیکھنا یہ ہے کہ اب بزم کی رنگت کیا ہے

عمر ساری اسی ارمان میں گذری گویاں
مجھ سے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہے

شوق سے پی تو دوا کی کہ جوانی ہے بہار
شربت وصل کے آگے کوئی لذت کیا ہے

وصل کو آگ سا لگے گل سے ہوں بکل باجی
درد سے بیکلی ہے ایک مصیبت کیا ہے

نال کر تی ہے کراتی ہے کر کی پارا
خام بہار ا یہ نہ سمجھی کہ شرافت کیا ہے

جب بیگم تیری افیونی ہوئے کے بس میں
جانتی ہی نہیں دیکھا شب راحت کیا ہے

اردلی کپڑے سے جو غافل ہو وہ دلہن کیسا ہوا
بے حیائی ہے ہوئے شیخ کی غفلت کیا ہے

چھت کے سینے سے اٹھا کے جاتی ہیں بچی کی طرف
کروٹیں وصل کی شب نا ہیں عادت کیا ہے

پینکۂ بلبل گل مضمون سے جو بن لوٹے
ہوا محسن کی بھی واللہ طبیعت کیا ہے

لے بیوقت کی دھر پیٹ سے ہم بھی مخالف ہیں۔ استاد جی کو بلا حجت کوئی وقت کی جیز چھیڑنا چاہیے ۔ از محسن

ایضاً بر طرح ۔ سُر کے نہ گت کے ہین نگوڑی ہین تال کے

قربان فتنہ بازیون کی چال ڈھال کے
چلیے گا بھیڑ بھاڑ مین دامن سنبھال کے

کیا کیا سناؤن قصے مین بیگم چھنال کے
یہ پانچوان ہے سوت کا چوتھا نکال کے

دیکھے جو خال شیخ نے بیگم کے گال کے
قطرے ٹپک پڑے وہین حضرت کی رال کے

سچ ہے بُوا یہ بات کہ مرزا سے ہو گئی
بگڑے سے اب تو رنگ ہین کسبی چھنال کے

تم گوئیان دیکھو شوق سے دیوانین فال یار
قائل نہین ہین ہم تو کسی فال وال کے

زلف دوتا مین شانہ کرین کیون نہ شوق سے
اب صید دام ہو گئے ہین بال بال کے

بوڑھے مصاحبون کو نکلوا دیے حضور
سُر کے نہ گت کے ہین نہ نگوڑے ہین تال کے

قرضہ[1] مہاجنون کا ہے جاگیر سے سوا
صدمے اُٹھائے کچھ کوئی اس وبال کے

کیا کیا جلایا کرتے تھے سوتون کو گھاٹ پر
بھولینگے ہمکو لطف نہ بھوپال تال کے

ہم دل سے چھیڑ دیتے تھے اُنکو بوا مگر
کچھ بھی لگائے دام نہ حضرت نے مال کے

بازار کی چھنالین ہین کیا اُنکا ٹھاٹ ہے
کرنیکو آپ کرلین مگر دیکھ بھال کے

کھٹے نگوڑے ڈال کے ہین کچ منھ لگین
جو ڈال لائین ڈولی مین تحفہ وہ پال کے

عنقا بُرا ہو دشمنون کا بے دھڑک موئے
اپنے قدم جمائے ہین محسن کچھ مال کے

ایضاً بر طرح ۔ ظالم یہ چھاجھونکی جھنکار ہو گئی ہے

[1] جب قرض کی یہ حالت ہے کہ جاگیر کی قیمت سے بھی کہین زیادہ ہے تو ہم ہرگز بیگم صاحب کو صلاح نہ دینگے کہ وہ اس وبال مین پڑین کہین ایسا نہو کہ اور مال کے ساتھ اُنکی بھی کڑکی ہو جائے ۔ اور کوئی ناہنجار یہ کہدے کہ این ہمہ بچہ شتر است ۔ ۱۲ محسن

سفتی[۵] رہون سوت سے اب تکرار ہوگئی ہے   بلبل فراقِ گل مین بیمار ہوگئی ہے
اُسکی جوانی آئی نواب کا بڑھاپا   جل جل نگوڑی بیگم بیزار ہوگئی ہے
اُنّا کی چھوکری ادلی۔ پی پی شراب کیسی   سرشار ہوگئی ہے۔ بدکار ہوگئی ہے
رسوا کیا کروں نے باجی کھڑک کھڑک کر   ظالم یہ جھانجھنوں کی جھنکار ہوگئی ہے
ہُی ہے بہت پُرانی مستا چھوڑ رہی یونہی   رہ رہکے گل مین یہ گل گلنار ہوگئی ہے
پڑ کرکے شیخ جی کے گھر مین نگوڑی چنیا   چانڈو پلانے مین اب طرار ہوگئی ہے
اس بیرخی سے قبلہ ہے صاف آشکارا   آزردہ ہمسے گویا سرکار ہوگئی ہے
جب سے کہ عقد ثانی ہوا شیخ جی سے اُسکا   کیا کیا نگوڑی چمپا عیّار ہوگئی ہے
وہ رشکِ سروِ قامت فتنہ ہی یا قیامت   اُسپر ہزار آفت۔ رفتار ہوگئی ہے
لونڈی[۶] نگوڑ ماری خدا تک لائی باجی   سو بار اُس طرف سے مکار ہوگئی ہے

رکھتی نہین ہے عنقا گوئیان قدم زمین پر
کیا جانے کس ہوس سے دوچار ہوگئی ہے

کافی اُردو بردُھن تلنگ سندھڑا ملتانی زبان لکھنؤ بطرز ریختی

ہوا یادِ چمن مین گل باجی   لُٹی بھول مین۔ گل بلبل باجی

[۵] یہ تو ایسی خوشخبری ہے کہ گھی کے چراغ جلوائیے اور مٹھائی بھی کھلوائیے۔ ۱۲ محسن

[۶] آپکی لونڈی بھی تو ماشاء اللہ نوجوان۔ رنگین مزاج اور آفت کا پرکالہ ہے۔ کیا تعجب ہی کہ بالا بالا ڈورے ڈال رہی ہو۔ آپ اس خام پارہ کا ہرگز اعتبار نہ کریں۔ ۱۲ محسن

شب فرقت کا نہیں یارا ہے
دراصل کا یو نہیں سہارا ہے
ہوا یاد چمن میں گل باجی

دل غم سے پارہ پارہ ہے
نہیں قبر میں تھی بالکل باجی
گئی بھول میں گل بلبل باجی

شب سوت سے میں دو چار ہوئی
مجھے دیکھ کے خوش عیار ہوئی
ہوا یاد چمن میں گل باجی

اُسکی چالوں سے ہوشیار ہوئی
لائی جلد صراحی مُل باجی
گئی بھول میں گل بلبل باجی

ڈھنگ بگڑا رشک قمر کا ہے
نہیں ڈر جو عقل کے گھر کا ہے
ہوا یاد چمن میں گل باجی

یہی رونا شام و سحر کا ہے
کیوں آتے نہیں کھل کھل باجی
گئی بھول میں گل بلبل باجی

نہیں صورت ہے یہ آفت ہے
تیری نام خدا دو صورت ہے
ہوا یاد چمن میں گل باجی

تو رشک پری ہے قیامت ہے
گویا بیٹھی ہو پھولوں میں گل باجی
گئی بھول میں گل بلبل باجی

کیا اچھی خاصی بیگم تھی
یوں چشم نہ جوئے شبنم تھی
ہوا یاد چمن میں گل باجی

نہ تھا عشق نگوڑی بے غم تھی
اُٹھی عشق کی اُسکو چُل باجی
گئی بھول میں گل بلبل باجی

سکھیں چالیں مجھ سے مل ملکر
ہوئے گل سے شگفتہ کھل کھلکر

لہ جیسا کہ ہم کتاب ڈولی کے ایک نوٹ میں ظاہر کر چکے ہیں اردو زبان اور موجودہ بحر میں پنجابی دھن کی کافی جو کہ کافی کے مطلب کی ایک عجیب و غریب چیز ہے کسی شاعر نے آجتک نہیں لکھی۔ اور یہ ایجاد عفت بیگم کا خاص حصہ ہے۔ اگر کوئی حسنا پتہ لگا دیں تو ہم اُنکے کمال مشکور ہونگے۔ اسپر ریختی کے رنگ نے حسن کلام سے ردیف کو اور بھی چمکا دیا۔ ۱۲ محسن

گیون نہ زخم ہرے ہون چھل چھل کرا — دیتے بل کھل کر ہین جبل باجی
ہوا یاد چمن مین گل باجی — گئی بھول مین گل بلبل باجی
دیا فرقت کا آزار نے مجھے — کیا ہجر مین لاغر زار نے مجھے
نہین ملتا محسن یار نے مجھے — گئی غم مین نگوڑے کے گھل باجی
ہوا یاد چمن مین گل باجی — گئی بھول مین گل بلبل باجی

ایضاً

کیا برپا فتنہ نے شرخالہ — جائے خصم نخصمی کا مرخالہ
کیا بندی نے بھی سفر خالہ — نہین دیکھا ایسا بشر خالہ
ہوتی پہلے گر یہ خبر خالہ — دیتی پھونک موے کا مین گھر خالہ
کیا برپا فتنہ نے شرخالہ — جائے خصم نخصمی کا مرخالہ
کیون اُن کو مجھ سے نفرت ہے — ہی سخت مجھے بھی حیرت ہے
نہین ماتا دل مین کدورت ہے — جاتے کیون ہین چوک نکھر خالہ
کیا برپا فتنہ نے شرخالہ — جائے خصم نخصمی کا مرخالہ
کیا گھر کا ستیاناس ہوا — کوئی بات نہ آئی راس ہوا
جاؤن فوج مین اُسکے پاس ہوا — جائے بھڑوے کی چاہے مرخالہ
کیا برپا فتنہ نے شرخالہ — جائے خصم نخصمی کا مرخالہ
ہے عرض نبیؐ کی خدمت مین — کرین داخل مجکو جنت مین
نہ دین بخشش اگر وہ تربت مین — کرون زیر زمین مین شرخالہ
کیا برپا فتنہ نے شرخالہ — جائے خصم نخصمی کا مرخالہ

رہون کب تک دیدہ تر سے مین
دکھ یہ ہے نکلون گھر سے مین
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہین دم ملا دین خاک مین وہ
کرین دھار موئی کی ناک مین وہ
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہین فکر موے کو گھر بھی جائے
مو اچھا اچھا مر بھی جائے
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

کیسے زخم بھی اچھے دھو دھو کر
یہی کہتی ہون دل سے رو رو کر
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

کرتی مست ہون ہر ہر تال مین مین
نہین ممکن آؤن چال ہت مین
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

پھر عنقا مجرا رات بھی ہو
نہین ممکن تم سے بات بھی ہو
کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہین رہتے کی ابتو ڈر سے مین
نہین اُن کی خالہ کا گھر خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

ہین کب سے اُسکی تاک مین وہ
نہین سوت کا اُن کو ڈر خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

جاہے آدھی رات گذر بھی جائے
کھولون تو جی مین رات کو در خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

نہین ممکن سے یہین کھو کھو کر
دیکھون پھر نہ اُدھر مین نظر خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

لیتی تقدیر ہون پر ہر حال مین مین
نہ دین ہاتھ یہ جب تک دھر خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

وہی محسن بد اوقات بھی ہو
کسی بات کا ڈر مت کر خالہ
جائے خصم نخصمی کام خالہ

نوٹ اکثر ریختیان جو متفرقات بیاضوں مین درج ہین نقل ہونیسے رہگئی ہین ہم اُنکو انشاء اللہ دوسرے اڈیشن مین درج کرینگے محسن ۱۲

معذرت

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین ۔ جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

خدا کا شکر ہے کہ دیوان ریختی اختتام کو پہونچکر شایع بھی ہوگیا۔ اور اب احباب کی محفلون کا سنگار ہے۔ وہ چاہے کچھ نتائج نکالین اسکا انھین اختیار ہے۔ یہ ہمارا عالم شباب کا کلام ہے جو خون جگر پی پی کر تصنیف ہوا تھا۔ اسپر بھی ہمارا مطلق ارادہ نہ تھا کہ ہم اسکو شایع کرائین یا اسکو ذریعہ معاش بنائین بلکہ یہ ارادہ تھا کہ یہ ہماری بیاض تک ہی محدود رہے اور اس سے آگے ایک قدم بھی نہ بڑھنے پائے مگر افسوس احباب لکھنؤ۔ بریلی علیگڈھ اور گوالیار کے تقاضاہاے شدید سے ہم مجبور ہوگئے اور آخرکار وہی کرنا پڑا جسکے نہ کرنیکا عزم بالجزم کر چکے تھے۔ چونکہ یہ روسیاہی ازل سے ہمارے نام لکھدی گئی تھی لہذا ہم اسکے مٹانے مین قاصر رہے اور ہماری سب کوششین بیکار ثابت ہوئین۔ ع

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند۔ تاہم اصحاب باریک بین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہی ہوگی کہ کسقدر ہمنے اپنے کلام کو فحش سے بچانے کی کوشش کی ہے اور کس درجہ تک ہم اسمین کامیاب ہوے ہین۔ اسپر بھی ہمین ڈر ہے کہ ہمارے بہت سے ستودہ صفات بزرگ رنگیلی بیگم کی گفتار سے مخالفت کا اظہار کرینگے اور ہمین بید یغ صلواتین سنائینگے۔ ہم انکی ناراضگی کو تسلیم کرتے ہین اور اپنی قلیل صفائی مین صرف اسقدر عرض کرنے کی اجازت طلب کرتے ہین کہ آپ براے خدا ذرا اپنے اپنے سینون پر ہاتھ رکھکر اپنا عالم شباب یاد فرمائین کہ کیا کیا بے اعتدالیون کے مرتکب ہوے ہونگے کیسی کیسی شوخی ہاے بیجا نہ سرزد ہوئی ہونگی۔ یا ظرافت اور خوش طبعی نے کیا کیا ایجاد اور اختراع نہ کیے ہونگے۔ اچھا یہ بھی نہ سہی مانا کہ آپ شروع ہی سے فرشتہ

سیرت ہیہے اور ہر قسم کی آلودگی سے مبرا چلے آتے ہین۔ زاہد و پارسا کہلاتے ہین۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ مگر جناب اس حالت مین بھی آپکو مناسب نہین کہ کسی بداطوار یا گنہگار بندۂ خدا کے افعال ناشائستہ پر نکتہ چینی کرین یا عیب جوئی اور ملامت گوئی کو روا رکھین جو آپکے اخلاق پاک سے بعید اور عالم الغیب کی ذمہ داریون مین رخنہ اندازی کا موجب ہے ؎

گرفتم کہ رندِ سیاہ کارہست　　خداوند خود را گنہگار ہست

میر حسن مرحوم نے مضمون ہذا کو اس شعر مین ادا کیا ہی اور خوب فرمایا ہی ؎

کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے　　کہ اُسکا خدا عالم الغیب ہے

اسپر بھی اگر آپ نہ مانین تو ہم دل و جان سے آپکی خدمت مین اپنی عاجزانہ معذرت پیش کرتے ہین۔ اور یقین کرتے ہین کہ آپ اپنے اوصاف کریمانہ اور اخلاق رحیمانہ سے ہماری جہالتون کو نظر انداز فرما دینگے اور ہمارے عیبون پر خاک ڈالکر پردہ پوشی کو کام مین لاوینگے جو ستاری کی اعلیٰ صفت اور بندہ نوازی کی بہترین صورت ہے ؎

بک گیا ہون نشے مین کیا کیا کچھ　　کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یا یون خیال فرمایئے ؎

داد بالغیب ہے میری کوئی تقصیر نہین　　ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکے مرید　　نوجوان ہے ابھی وہ قبلہ کوئی پیر نہین

یہ بھی واضح رہے کہ جب سے دیوان ریختی ختم ہوا ہے خاکسار محسن نے مزید ریختی لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ اب اُسکی طبع حقیر غزلین لکھنے پر آمادہ معلوم ہوتی ہے جنکا

کچھ نمونہ ہم اس دیوان میں بھی چھاپ رہے ہیں کسی خاص رنگ کی شاعرانہ طبع کو قدیم رنگ چھوڑنے اور جدید رنگ اختیار کرنے کا عادی بنانا مشکل نہین تو دشوار ضرور ہے اسکا اندازہ اصحاب سخن فہم اور سخن دان بخوبی فرما سکتے ہین تاہم طبع ناقص کو رنگ بدلنے پر مجبور کیا جائے گا اور عطاے رحمانی سے کچھ بعید نہین کہ یہ تمنا بھی پوری ہوکر رہے اور دیوان کی صورت مین نمودار ہو۔ ہمارے احباب بریلی ہمین اب بھی اپنے تازہ مشاعرون مین ریختی لکھنے پر مجبور کرتے ہین مگر ہم اُنکی ترغیب مین نہین آتے کسی نہ کسی صورت سے ٹال دیتے ہین۔ ہم اپنی گذشتہ روسیاہی کو کافی سمجھکر ذات پاک باری تعالی سے معافی کے خواستگار ہین جسکو ہمارے قلب کی صفائی اور کلام کی صداقت کا صحیح علم ہے ؎

پیا اک جام دے تو ساقی سے نوش مجھے
دونو عالم نظر آنے لگین روپوش مجھے

خاکسار محسن خانپوری

غزل محسن خانپوری

غلط ہی جانتے ہین تفریح شام کی خاطر
نکلتے گھر سے ہین بت قتل عام کی خاطر

عروس دختر رز لالہ فام کی خاطر
بلائین ساقی کی لین ایک جام کی خاطر

نہین عروج کسی کا قیام کی خاطر
ہے چار دن کی جوانی یہ نام کی خاطر

ہے ابر رحمت حق ساقی عام کی خاطر
چُرا نہ آنکھ عبث ایک جام کی خاطر

ہے حشر سے بھی سوا انتظار وعدۂ وصل
تڑپتا رہتا ہون صبح سے شام کی خاطر

رقیب بیٹھے نہ ہون بدگمان ہمدم دل مین
گرو نہ سامنے اُنکے غلام کی خاطر

Date	No.	Date	No.